خطباتِ سیرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرآنی بنیادیں

الحاج میاں محمد سلیم رحمۃ اللہ علیہ یادگاری خطبات

از

ڈاکٹر حافظ محمد طفیل

سلسلہ خطبات دی یونیورسٹی آف فیصل آباد

Marfat.com

Marfat.com

خطباتِ سیرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرآنی بنیادیں

الحاج میاں محمد سلیم رحمۃ اللہ علیہ یادگاری خطبات

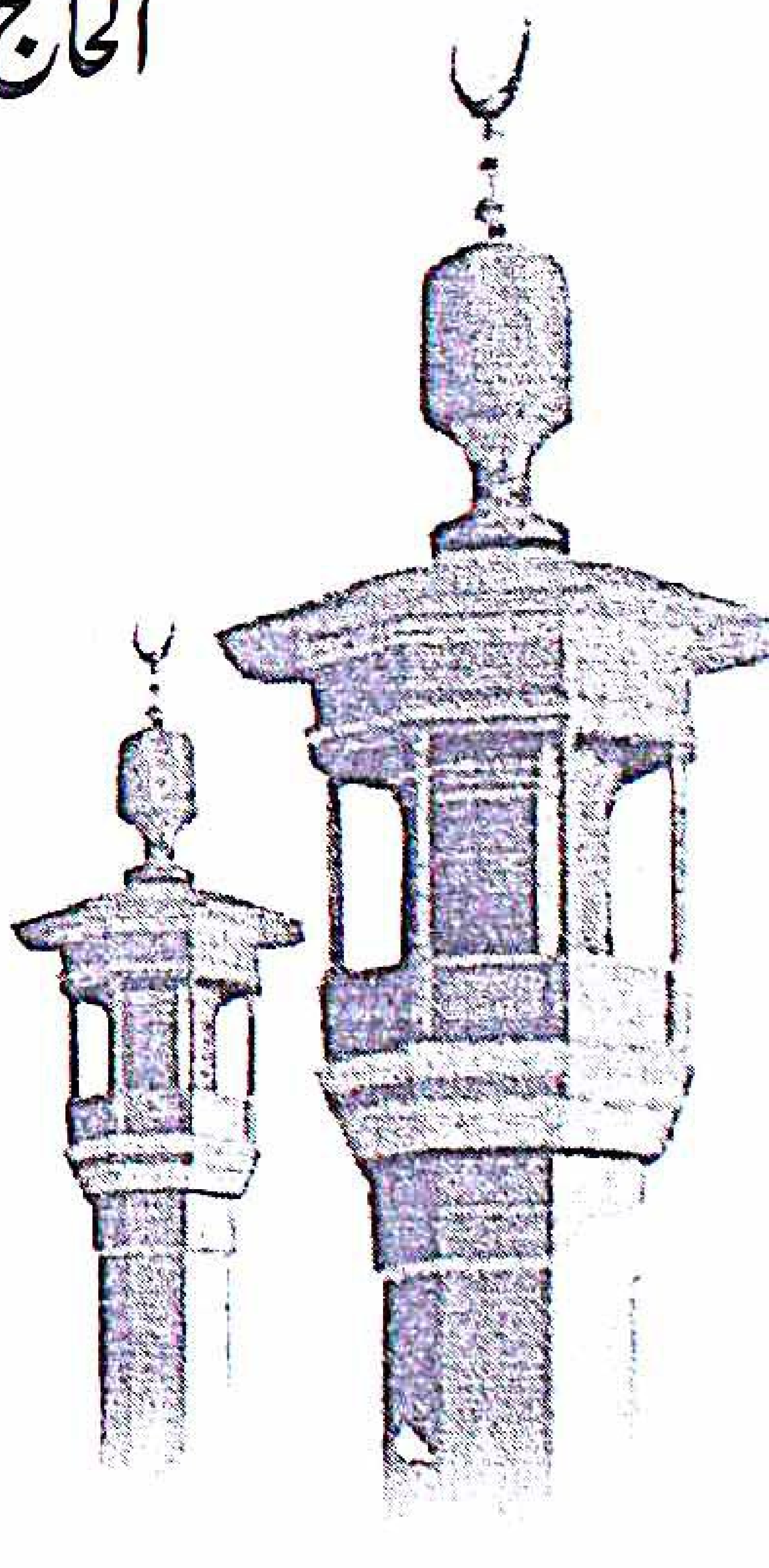

از

ڈاکٹر حافظ محمد طفیل

سلسلہ خطبات دی یونیورسٹی آف فیصل آباد

Marfat.com

297.9921
طف
28513

جملہ حقوق بحق یونیورسٹی آف فیصل آباد محفوظ ہیں

سلسلہ ——— خطباتِ سیرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

موضوع ——— حبِّ رسول ﷺ کی قرآنی بنیادیں

مصنف ——— ڈاکٹر حافظ محمد طفیل

معاونِ اشاعت ——— صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری
0300-8660128

تعداد ——— 1100

گرافکس ڈیزائنر ——— محمد اجمل (خطاط القرآن)
عدیل الرحمٰن اطہر

کمپوزنگ ——— محمد اظہر اقبال

پرنٹرز ——— البغداد پرنٹرز مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد
Tel: +92-41-8788807

Marfat.com

حبّ رسول ﷺ کی قرآنی بنیادیں

ڈاکٹر حافظ محمد طفیل

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مقدس شخصیت، آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کا اسوہ حسنہ بیان کرنے کیلئے قرآن حکیم اولین ماخذ ہے کیونکہ قرآن حکیم آپ پر نازل ہوا۔ آپ کے عہد مبارک کے حالات و واقعات سے ہی وہ بحث کرتا ہے۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے۔ یہ رشد وہدایت کا منبع ہے۔ یہ انسانی زندگانی گزارنے کیلئے رہنمائی کے اصول فراہم کرتا ہے۔ دین اسلام کی تکمیل، شریعت اسلامیہ کی کاملیت اور ختم نبوت کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ قرآن حکیم ہی ہے، جو اپنی نازل شدہ اصل الٰہی شکل میں اس کائنات میں موجود ہے اور اپنے احکام کی کاملیت اور جامعیت کی وجہ سے قیامت تک قابل عمل رہے گا۔ قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے۔ یہ مسلمانوں اور مومنوں کیساتھ ساتھ پوری انسانیت کیلئے رہنمائی کی کتاب ہے۔ چونکہ یہ نسخہ کیمیا جا بجا اگر مسلمانوں سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ اپنے انہیں اوراق وسطور میں پوری انسانیت کو بھی خطاب کرتا ہے۔ چنانچہ یاایھا الناس یا بنی آدم یا یھا الانسان، یا اھل الکتاب اور یاایھا الکافرون ایسی قرآنی اصطلاحات ہیں جو اسکے انسانی اور عالمگیر کردار کی عکاسی کرتی ہیں۔ مزید برآں قرآن نے خود اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ہے

Marfat.com

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینت من الھدیٰ و الفرقان (۱) ۔رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن حکیم اتارا گیا۔جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے۔جو ہدایت کے دلائل پر مشتمل ہے اور حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔

یہ قرآن حکیم ہی ہے، جو نہ صرف پوری انسانیت کو مخاطب کرتا ہے، اسے ازلی ابدی احکام عطا کرتا ہے بلکہ انہیں سامان ہدایت بھی فراہم کرتا ہے۔ہدایت اور گمراہی کے مابین تمیز بھی پیدا کرتا ہے اور ہدایت کے قابل فہم اور قابل عمل ہونے کے دلائل بھی مہیا کرتا ہے تاکہ آسان فہم و فراست اور عقل اور شعور بھی قرآنی تعلیمات کے سمجھنے کیلئے ممد و معاون بنیں۔انسانی مشاہدہ اس عمل کی دلیل ہے کہ قرآن حکیم انسانیت کیلئے رہنمائی کی کتاب ہے۔کیونکہ وہ دوامی اصول وضوابط اور عالمی سچائیاں بیان کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وحدت نسل انسانی احترام آدمیت، انسانی مساوات، انسانی منفعت اور انسانی خدمت اسکے چند سنہری موضوعات ہیں۔مزید برآں قرآنی تعلیمات کا تمام زمانوں اور مکانوں کیلئے مؤثر اور یکساں قابل عمل ہونا بھی اس امر کی دلیل ہے کہ قرآنی پیغام ایک عالمی پیغام ہے۔جس سے تمام انسان اپنی صلاحیت، استعداد کار، حالات و کوائف اور فہم و فراست کے مطابق استفادہ کر سکتے ہیں اور اپنے مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔

مسلم معاشروں میں قرآن حکیم کی حیثیت ایک اکسیر کی سی ہے، کہ ایک جانب وہ مسلمانوں میں اولین مصادر و مآخذ کا ارفع و اعلیٰ مقام رکھتا ہے تو دوسری طرف وہ تمام انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ اسلامی شریعت کا اولین مصدر تسلیم کیا جاتا ہے اور جب بھی مسلمانوں کو کوئی مشکل، مسئلہ یا الجھن پیدا ہوتی ہے تو وہ سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے

Marfat.com

ہیں اور اسکی آیات کریمہ کی مدد سے اس کا حل تلاش کرتے ہیں اور کسی بھی صورت میں قرآن حکیم کے احکام سے روگردانی نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم بھی مسلمانوں کو بے یارومددگار یا بے نیل مرام نہیں چھوڑتا، بلکہ وہ قدم قدم پر انکی رہنمائی کرتا اور انہیں ہدایت فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ عبارۃ النص، دلالۃ النص، اشارۃ النص اور اقتضاء النص کے ذریعے وہ مسلمانوں کے ہر ہر مسئلہ کا حل فراہم کرتا ہے۔

اگر ہم ایک قدم آگے بڑھ کر سوچیں اور اسلامی تربیت کے دوسرے اساسی مأخذ سنت نبوی ﷺ کی حجیت اور حقیقت معلوم کرنا چاہیں، تب بھی قرآن حکیم سے ہی ہمیں رہنمائی حاصل کرنا ہوگی۔ کیونکہ شخصیت رسول ﷺ، اطاعت رسول ﷺ اور عظمت رسول ﷺ کا اولین منبع اور سرچشمہ بھی قرآن حکیم ہی ہے اور ہم اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ انسانی رہنمائی کے دو ہی سرچشمہ ہوتے ہیں۔ انسانی عقل وشعور اور فہم ووجدان اور ربانی رہنمائی جو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے سے انسانوں کو فراہم کرتا ہے اور اس کائنات میں قرآن حکیم ہی ایسا سرچشمۂ ہدایت ہے جو اپنی اصلی نازل شدہ شکل میں موجود ہے اور اسکی رہنمائی کبھی ختم یا مدھم نہیں ہوگی۔ ہمارے لئے یہ امر کافی تھا کہ قرآن حکیم شریعت اسلامی کا اولین ماخذ ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ وہ سنت نبویہ، حیات رسول اور تعلیمات رسول کا بھی پہلا منبع و مصدر ہے۔ لیکن ہمیں قرآن حکیم کو محبت رسول، عظمت رسول اور اطاعت رسول ﷺ کیلئے اپنا بنیادی اور تفصیلی منبع بنانے کی اسلئے بھی ضرورت پیش آئی کہ قرآن حکیم میں خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے احوال زندگی، اوصاف حمیدہ، شمائل کریمہ اور اخلاق فاضلہ انتہائی بلیغ انداز میں اس کثرت سے بیان کئے گئے ہیں کہ بہت سے علماء قرآن اور مُحبانِ مصطفیٰ ﷺ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پورے کا پورا قرآن کریم خاتم الانبیاء کی نعت ہے اور قرآن حکیم کی

ہر آیت سے نعت اور توصیف رسول ﷺ کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور اجاگر ہوتا ہے۔
چنانچہ اسباب نزول کا عمیق مطالعہ انکشاف کرتا ہے کہ قرآن حکیم عہد رسالت، حیات رسول اور اوصاف رسول ﷺ کی پر کشش اور لازوال دستاویز ہے جس کے اسرار و رموز ابھی تک پوری طرح سے انسانوں کے لئے آشکار نہیں ہوئے۔

قرآن حکیم کی موضوعاتی تفاسیر لکھنے کا رواج مسلمانوں میں قدیم سے ہے اور احکام القرآن ان کا پسندیدہ موضوع رہا ہے، چنانچہ امام محمد بن ادریس شافعی (م205ھ) ابو بکر جصاص (م311ھ) اور محی الدین ابن العربی (متوفی625ھ) اس فن کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن عصر حاضر میں موضوعاتی تفسیر کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے اور ہمیں مختلف موضوعاتی تفاسیر میسر ہیں جیسے لغوی تفسیر، فلسفیانہ تفسیر، متصوفانہ تفسیر، کلاسیکی تفسیر اور ادبی تفسیر وغیرہ۔ اس لیے وہ وقت دور نہیں جب اسلامی کتب خانے میں ایسی تفسیر بھی موجود ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کی نعت اور مدح و توصیف بیان کرے گی۔

تفسیری ادب اور کتب سیرت کے مطالعے سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ محبان رسول ﷺ قرآن حکیم کو نعت رسول قرار دیتے ہیں اور اسکی بے شمار آیات کو نعت رسول ﷺ ثابت کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں پاکستان کے علاقے اچ ضلع بہاولپور کے نامور صوفی اور عالم حاجی عبدالوہاب بخاری (م932ھ) نے یہ لکھا ہے کہ "قرآن کریم پورے کا پورا رسول اللہ ﷺ کی نعت ہے" (۲)۔ لہذا ایسی نعتیہ نثری تفسیر کو مرتب کرنے کے امکان کو رد نہیں کرتے بلکہ ایسی قرآنی تفسیر مرتب کرنے کی جانب

Marfat.com

مسلمانوں کو متوجہ کرتے ہیں۔ فاضل بخاری اس میدان میں تنہا نہیں بلکہ عصر حاضر کے نامور سیرت نگار محمد عزہ دروزہ تو تمام قرآنی آیات کو فرداً فرداً نعت رسول مقبول ﷺ قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

فان القرآن جميعه يمثل هذه السيرة. و ان لم يكن ذلك مقصود الذاته و ليس فيه آية الا وهي تشير الى دور او موقف من ادوار او مواقف النبي ﷺ (۳)

قرآن حکیم پورے کا پورا اس سیرت مبارکہ کا عکاس ہے۔ اگر چہ یہ اس کا بنیادی مقصد نہیں ہے۔ قرآن حکیم کی ہر آیت نبی کریم ﷺ کے کسی نہ کسی کردار یا کسی نہ کسی موقف کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

محمد عزہ دروزہ مزید لکھتے ہیں:

فان القرآن هو سند الكتاب. و ليس فيه آية الا وهي تمثّل موقفا من مواقف السيد الرسول ﷺ او ظرفا من ظروف سيرته الشريفة (۳)

قرآن ہی تو اس کتاب کی اساس ہے کیونکہ اس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے کسی نہ کسی موقف کی عکاسی نہ کرتی ہو یا سیرت طیبہ کی کسی نہ کسی حالت پر روشنی نہ ڈالتی ہو۔

مزید برآں پاکستان کے نامور عالم اور مبلغ مفتی احمد یار خان نعیمی بھی اس رائے کے قائل اور اسی میدان کے شہ سوار ہیں اور وہ اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ قرآن حکیم ابتدا سے انتہا تک سارے کا سارا نعت رسول ﷺ پر مبنی ہے۔ چنانچہ انکے الفاظ یہ ہیں:

Marfat.com

"حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن حکیم کو بنظر ایمان دیکھا جائے تو اس میں اول سے آخر تک نعت سرور کائنات ﷺ معلوم ہوتی ہے حمد الٰہی ہو یا بیان عقائد، گزشتہ انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام اور انکی امتوں کے واقعات ہوں یا احکام قرآن، قرآن کریم کا ہر موضوع محبوب خدا ﷺ کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے" (۴)

یہ چند آراء ہمیں بتاتی ہیں کہ مسلمان مفکرین اور مصنفین نے اس موضوع پر لکھنا شروع کر دیا ہے کہ قرآن حکیم محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کی نعت اور مدح و توصیف کا ایک بے پایاں خزینہ ہے اور بحر زخار سے محبت و الفت رسول اللہ ﷺ کے موتی اکٹھے کر کے دینی ادب میں ایک نعتیہ تفسیر کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

جب کہ قرآن حکیم آپکے اوپر نازل ہونے کا اس قدر پرچار کرتا ہے کہ اسکی ہر آیت اور ہر سورت اجمالی اور تفصیلی انداز میں حضرت محمد ﷺ کی توصیف و نعت بیان کرتی ہے۔ اور مدح و نعت بھی ایسی جو شعراء کی مبالغہ آمیزی اور ادباء کی غیر ضروری تعریف سے پاک اور حقیقی ہو اور اس قدر مکمل اور مستحکم ہو کہ اُسے خالق کائنات خود بیان کرے اور اس قدر مؤثر اور دلربا انداز میں بتائے کہ اس تعریف و توصیف کا انسانی ذہن سے مٹانا ناممکن ہو تو کس کی مجال ہے کہ وہ حب رسول ﷺ جیسے اہم اور ضروری موضوع پر بات کرتے وقت قرآن حکیم سے استفادہ نہ کرے اور دیگر ثانوی یا کم درجہ مأخذ پر بھروسہ کرے؟ یقیناً ایسا ممکن نہیں ہے۔

حب رسول ﷺ درحقیقت ایک ایسا موضوع ہے جو ایک طرف ایمان کی تکمیل کرتا ہے تو دوسری جانب وہ مسلمان کو ایک ایسی لازوال قوت محرّکہ فراہم کرتا اور اسے ایک

ایسا جذبہ اطاعت عطا کرتا ہے جو اسے مشکل سے مشکل عمل کرنے اور احکام شریعت کی بجا آوری کیلئے تیار کرتا ہے اور جس عقیدہ، عمل یا جذبے کی تائید کتاب ہدایت قرآن حکیم سے ہوتی ہے اسے نہ تو جھٹلایا جاسکتا ہے نہ ہی اس سے انکار اور پہلوتہی ممکن ہے اور نہ ہی اسکی فرضیت اور اس پر پختہ طور سے عمل کرنے سے جی چرایا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمانوں کے لازوال جذبے، حب رسول ﷺ کی بنیادیں قرآن حکیم سے تلاش کررہے ہیں۔

محبت ایک لازوال جذبہ ہے جسے کبھی فنا نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ محبت ہی وہ جذبہ ہے جو ماں کو بچے کی حفاظت اور خدمت کیلئے تیار کرتا ہے۔ باپ کو اپنے بچے کیلئے وسائل فراہم کرنے کیلئے ہمت اور استعداد بخشتا ہے۔اسی طرح محبت ہی وہ لافانی اور حقیقی جذبہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو "فداہ امی وابی" میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کہنے پر مائل کرتا ہے اور تمام مسلمانوں کو انکی عزت وناموس پر مر مٹنے اور اپنی جانیں تک قربان کرنے کیلئے سدا تیار رکھتا ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کی زبان میں وہ دانائے سُبُل وہ ختم الرسل ﷺ مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ اُن کے قریب ہے اور وہ انہیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اس کی محبت کے سوتے بھی قرآن حکیم سے پھوٹتے اور پروان چڑھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم ابدی کتاب ہے، اس لئے اس سے حاصل ہونیوالی حب رسول ﷺ بھی ابدی اور لازوال ہوتی ہے اور مرور زمانہ کیساتھ ساتھ حب رسول ﷺ کی معنویت اور تاثیر میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

Marfat.com

۲

اس موضوع کا دوسرا عنصر " حُب " ہے۔ جو عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسی کا مترادف لفظ مَحبت بھی ہے۔ یہ دونوں الفاظ قرآن وحدیث میں اپنے مختلف صیغوں اور معانی کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔ حب یا محبت ایک لافانی جذبہ ہے جو انسان کی جبلت میں ودیعت کیا گیا ہے اور ہر ذی شعور انسان میں موجود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متکلمین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکی وحدانیت کا عقیدہ ہر انسان پیدائشی طور پر اپنے ساتھ لیکر آتا ہے اور مظاہر کائنات اس عقیدہ کو تقویت اور جلا بخشتے ہیں۔ اسی طرح قانون فطرت کے مطابق محبت کا جذبہ ہر انسان میں کسی نہ کسی درجے میں ضرور موجود ہوتا ہے اور انسانی پسند، عدم پسند اور میلان طبع اس جذبے کو مضبوط یا کمزور بناتے ہیں۔
محبت ایک ایسا لازوال جذبہ ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتا۔ یہ خوشی غمی، دن رات، سردی گرمی، موافق اور ناموافق حالات، آزاد زندگی اور پابند سلاسل حالات میں بھی قائم ودائم رہتا اور پروان چڑھتا رہتا ہے۔ یہی محبت کا جذبہ شعوری اور لاشعوری دونوں حالتوں میں انسانوں میں پایا جاتا ہے۔ چونکہ یہ جذبہ انسانی طبیعت کا لازمی جزو اور خاصہ ہے اس لئے یہ تمام انسانی معاشروں میں نہ صرف موجود رہتا ہے بلکہ انسانی روابط، تعلقات اور میل ملاپ کی اساس قرار پاتا ہے۔ یہ جذبہ محبت ہی تو ہے جو والدین کو اپنی اولاد کیلئے ایثار وقربانی اور شہریوں کو اپنی ریاست کی خاطر مر مٹنے اور جام شہادت نوش کرنے کیلئے تیار کرتا ہے۔ جذبۂ محبت ایک انتہائی مضبوط اور توانا جذبہ ہے جو نہ صرف انسان کو عظیم سے عظیم تر ایثار اور قربانی کیلئے تیار کرتا ہے بلکہ اسے

Marfat.com

محبوب چیز میں گم ہو کر نفی ذات کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ اسی لئے داناؤں نے کیا خوب کہا ہے کہ جو چوٹیاں ہمت، قوت اور جوانمردی سے سر نہیں کی جاسکتیں وہ گھاٹیاں محبت سے زیر نگیں لائی جاسکتی ہیں۔

چونکہ محبت ایک مضبوط جذبہ ہے اور جذبے محسوس کئے جاتے ہیں۔ انکی پیروی عملی طور پر کی جاتی ہے اور انکے مظاہرے انسان کی عملی زندگی میں نمایاں ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا تعلق فکری امور سے کم اور عملی کیفیات سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محبت یا حب کی تعریف بھی بآسانی بیان نہیں کی جاسکتی۔ مزید برآں مشرق و مغرب اور عربی و عجمی مفکرین نے محبت کی بے شمار تعریفات تحریر کی ہیں۔ چنانچہ مرتضی زبیدی (م1205ھ) لکھتے ہیں:

الحب نقيض البغض، والحب الوداد والمحبة كالحباب بمعنى المحابة والموادة۔(۵)

محبت بغض کی ضد ہے اور محبت سے مراد دوستی ہے، جبکہ لفظ محبت حباب کی طرح ہے جس کا معنی جانبین سے دوستی اور انسیت کا اظہار ہے۔ اسی طرح یہ لفظ حِب (حاء کی زیر کے ساتھ) بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس وقت اس کا معنی محبوب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول ﷺ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (م54ھ) سے بہت محبت کرتے تھے اور انہیں حِب رسول ﷺ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے(٦) اور یہ لفظ عربی زبان و ادب میں باب تفاعل اور مفاعلہ سے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ مشہور حدیث پاک ہے: " تہادّوا تحابّوا" (٧) کہ ایک دوسرے کو

تحائف دیا کرو اس سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ گویا عربی زبان کے مادہ "ح ب ب" میں یک طرفہ اور جانبین سے باہمی محبت، انسیت، الفت اور تعلق داری کے معانی موجود ہیں۔

ابن منظور اسی لفظ کا معنی بیان کرتے ہوئے یہ اضافہ کرتے ہیں " المحبة اسم للحب " (٨) کہ محبت اسم ہے اور اس کا مادہ حب ہے۔ گویا عربی زبان میں اصل مصدر حب ہے اور محبت اس جذبے کا نام ہے جو اسی لفظ کے مطابق انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ عربی زبان میں اسم دائمی ہوتا ہے اور فعل حادث ۔ اس لئے اسم ہونے کے حوالے سے محبت ایک دائمی جذبہ ہے جو انسانوں میں ہمیشہ موجود رہتا ہے اور کبھی فنا نہیں ہوتا۔

مشہور صوفی حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ محبت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا !

كأس لها وهج اذا استقر في الحواس و سكن في النفوس تلاشت

یعنی حصه وجود را محو گرداند و رنگ خود بخشد۔(٩)

ایک پیالہ ہے جس میں آگ بھڑک رہی ہے۔ جب وہ حواس میں شامل ہو جائے اور نفوس میں رچ جائے تو وہ آگ خاموش ہو جاتی ہے یعنی وہ تمام جسم کو مٹا کر اپنے رنگ میں رنگ دیتی ہے۔

محبت کی ماہیت متعینِ کرتے ہوئے محمد علی تھانوی (م ١١٥٨ ھ) رقم طراز ہیں۔

محبت آنست که از اوصاف ذمیمه پاک کردی، واوصاف

حمیده توصیف شدی۔ هر چند که نفس ازذمائم پاک گردد روح بسوئی محبت شده۔(۱۰)

محبت وہ ہے جو تجھے بُرے اوصاف سے پاک کردے اور اچھے اوصاف سے متصف کردے۔ جس قدر نفس برائیوں سے پاک ہوتا ہے روح اسی قدر محبت کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

ڈاکٹر سید جعفر سجادی کی رائے ہے:

محبت یعنی دوستی مانند سائر وجدانیات ظاهرة الآنية وخفية الماهية است . وعبارت ازغلیان دل است در مقام اشتیاق بلقاء محبوب۔(۱۱)

محبت کا مطلب دوستی ہے وہ تمام وجدانیات (Emotions) کی طرح اپنے وجود میں ظاہر اور اپنی ماہیت میں پوشیدہ ہے۔ یہ نام ہے دل کی گرم جوشی کا جس میں محبوب سے ملنے کا اشتیاق موجزن ہوتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (م538ھ) محبت اور محبت خدا کو یوں دیکھتے ہیں: "وبعضے گویند محبت ماخوذ از حب است کہ اندر آں آب بسیار باشد۔ ہمیں طرز حب دردل طالب جمع گردو۔ بجز حدیث دوست را اندر دل وے جائی نماند۔ محبت خدا آن است کہ بندہ را از معاصی برھاند ومقامات واحوال عالیہ وے را کرامات فرماید(۱۲)

بعض لوگوں کی رائے میں محبت حُب سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سا پانی ہوتا

Marfat.com

ہے اسی طرح محبت طالب کے دل میں جمع ہو جاتی ہے اور دوست کی بات کے علاوہ اس کے دل میں کسی اور کیلئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ جبکہ خدا سے محبت یہ ہے کہ بندہ کو گناہوں سے آزاد بزرگی کے اعلیٰ مقامات پر بٹھا دے۔

چونکہ محبت ایک جذبہ ہے جو انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے انسان جس فرد کو محبوب گردانتا ہے اسکی باتوں میں لذت محسوس کرتا ہے خود بھی اس کا ذکر کرتا ہے۔ دوسروں سے بھی اس بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے اور سب سے بڑھ کو مُحب اپنے محبوب کے اوامر و فرامین پر پوری پوری توجہ دیتا ہے اور انکی بجا آوری میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ چاہے اسے اپنی ہر خوشی اور جان بھی قربان کرنی پڑے۔ اسی لئے اصحاب فکر و دانش کی رائے ہے کہ محبت کرنے والے پر لازم ہے:

محبوب را در تمام اوامر و نواہی اطاعت کند۔ آنچہ اختیار کند برائے طلب رضائے محبوب باشد۔ واندکی مراعات محبوب بسیار داند و بسیار طاعت خود اندک (۱۳)۔

تمام اوامر و نواہی میں اپنے محبوب کی اطاعت کرے۔ جو کچھ بھی اپنائے وہ اپنے محبوب کی رضا کے حصول کیلئے ہو۔ محبوب کی تھوڑی سی عنایت کو زیادہ جانے اور اپنی بہت سی فرمانبرداری کو حقیر شمار کرے۔

اسی حقیقت کو اجاگر کرتے ہوئے ڈاکٹر سخاوی مزید لکھتے ہیں:

المحب أن تهب كلك لمن احببتَ و لايبقى لك منك شئى۔

تو محبت کرنے والا شخص ہے تو تو اپنا سب کچھ اپنے محبوب کے سپرد کر دے یہاں تک کے تیرے پاس تیرا اپنا کچھ بھی باقی نہ رہے۔

مذکورہ بالا دلائل سے ہم نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ محبت ایک جذبہ ہے۔ جو انسان کے دل میں پروان چڑھتا ہے۔ اسکی کیفیت پوشیدہ ہوجاتی ہے لیکن وہ انسانی افکار و اعمال پر گہرے طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے اور مُحب کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کے دل میں اپنے محبوب کے علاوہ کسی اور چیز کیلئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ وہ "من تو شدم تو من شدی" کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور یہی وہ نکتہ ہے جہاں سے محبت کے مثبت اثرات اور مفید نتائج کا آغاز ہوتا ہے۔ اور محبت کے اسی لازوال جذبے اور بے پایاں جذبے کے تحت مُحب اپنے محبوب کی ہر بات سننا پسند کرتا ہے۔ اسکے ہر حکم کی تعمیل کرنے میں راحت محسوس کرتا اور اسکی منع کردہ ہر چیز سے اجتناب کرتا ہے۔ یہی محبت کا عملی اظہار ہے۔ اسلام اس دنیاوی محبت اور مادی چاہت کو حقیقی محبت اور روحانی اطاعت میں منتقل کرنا چاہتا ہے اور انسان کی اس سفلی محبت کو علوی محبت میں تبدیل کرنا چاہتا ہے کہ انسانوں کی باہمی محبت کسی غرض، فائدے یا مشکل کو دور کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ جبکہ اعلیٰ محبت اللہ تعالیٰ، اس کے احکام اور اسکی ہدایات سے ہوتی ہے۔ کیونکہ تمام نعمتیں دینے والا اور تمام مشکلیں حل کرنیوالا خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور باقی تمام وسائل اسی کے تابع اور اسی کے احکام کے پابند ہیں۔ چنانچہ ایک سچا مسلمان اور حقیقی انسان صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہی سچی اور پکی محبت کرتا ہے، چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

والذین امنوا اشد حبا للہ (۱۴)

کہ ایمان والے اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ خالق کائنات ہے اسی نے انسان کو پیدا کیا، وہی اس کے دل میں جذبہ محبت پیدا کرنے والا ہے اور وہی محبت اور انسان میں ربط اور تعلق قائم کرتا ہے۔ خالق نے محبت کو انسانی ذہن وقلب میں مرتسم کیا تاکہ وہ اپنے خالق سے اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر بنائے۔ اس حقیقت کو صاحب کشاف اصطلاحات الفنون نے یوں واضح کیا ہے:

المحبة ترادف الارادة بمعنى الميل. و محبة الله للعباد ارادة كرامتهم وثوابهم على التا بيد. ومحبة العباد له تعالىٰ ارادة طاعته. محبة الله كيفية روحانية مترتبة على تصور الكمال المطلق الذى فيه على الا ستمرار و مقتضية للتوجه التام الى حضرة القدس بلانفورو فرار. اما محبته لغيره تعالىٰ فكيفية مترتبة على تخيل كمال فيه من لذة و منفعة و مشكلة تخيلا مستمراً لمحبة العاشق لمحبوبه والمنعم عليه لنعمته والوالد لولده والصديق لصديقه (١٥)

محبت کا لفظ ارادہ کا مترادف ہے جس کا معنی میلان طبع یا رجحان ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی محبت کی نسبت بندوں کی طرف کی جائے تو اس سے مراد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنے بندوں کو بزرگی اور ثواب دینے کا ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے بندوں کی محبت یہ ہے کہ وہ اسکی اطاعت کرنے کا ارادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت ایک روحانی کیفیت سے عبارت ہے جو مطلق تصور کمال پر مرتب ہوتی ہے۔ جس میں تسلسل اور اسکے تقاضوں کے مطابق کسی سے نفرت اور فرار کے بغیر حضرت القدس کی طرف مکمل توجہ جاری رہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کیلئے محبت ایسی کیفیت کا

نام ہے جو کمال کے تخیل پر مرتب ہوتی ہے۔ جس میں لذت، منفعت اور مشکل دور کرنے کا لگاتار تخیل پایا جاتا ہے۔ جیسے عاشق کی اپنے محبوب سے، نعمت حاصل کرنے والے کی اپنے منعم علیہ سے، والد کی اپنے بیٹے سے اور دوست کی اپنے دوست سے محبت ہوتی ہے۔

فاضل مصنف نے اس عبارت میں یہ امر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو جانبین سے قائم ہوتا اور پروان چڑھتا ہے اور انہوں نے انتہائی اعلیٰ و ارفع مثال کے ذریعے یہ بات سمجھائی ہے کہ جب بندہ اپنے خالق سے محبت کرتا ہے تو خالق بھی اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ اس محبت کا اظہار ارادے کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب بندہ اپنے پروردگار سے محبت کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس امر کا متمنی ہوتا ہے کہ وہ اپنے خالق حقیقی اور پروردگار اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل کرے اور اپنی زندگی کو اسکے اوامر اور نواہی کے مطابق بسر کرے۔ اسی طرح اپنے بندے سے مکمل اطاعت اور فرمانبرداری پا کر خالق بھی اسے اجر وثواب سے نوازتا ہے۔ اپنے بندوں کے دلوں میں اسکی عظمت پیدا کرتا ہے۔ اسے اپنے مقرب بندوں میں شمار کرتا ہے جو دونوں طرف سے محبت کے مظاہرے اور اثرات ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عارفین کے ہاں یہ عقیدت پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اپنی ذات کیلئے محبوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اکمل الکاملین ہے اور ہر چیز کا کمال اسی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی ذات میں بھی محبوب ہے اور اپنی تمام مخلوقات کے لئے بھی محبوب ہے۔

چنانچہ مولانا تھانوی اللہ کی محبوبیت ثابت کرنے کے بعد انسانوں میں محبوب کی

Marfat.com

نشاندہی کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

والمحبوب الاول من الخلق محمد ﷺ ثم من كان اقرب منه بحسن المتابعة ، لانها تفيد المحبوبية، قال سبحانه و تعالىٰ " قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله " فمن اتبعه يصل اليه. فيرى منه خاصية المحبوبية فيه (١٦)

مخلوق میں سے محبوب اول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پھر مخلوق میں سے قریب ترین وہ شخص ہے جو عمدہ اطاعت کرتا ہے۔ کیونکہ اطاعت ہی محبوبیت کا فائدہ دیتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے اور اطاعت کے ذریعے ہی وہ اللہ تعالیٰ میں محبوبیت کا خصوصی مشاہدہ کرتا ہے۔

اس عبارت سے دو چیزیں واضح ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی مخلوق پیدا کی ہے اس میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوبِ اول ہیں اسی لیے اس کائنات میں وہ "محبوبِ خدا" کے پیارے نام سے بھی جانے اور پکارے جاتے ہیں۔ اس عبارت میں دوسرا امر یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوب ہے اس کی محبوبیت کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ حضرت محمد ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

کیونکہ محبت کے باب میں یہ عام اصول ہے۔ "**حبيب الحبيب حبيب**" کہ دوست کی پسند بھی محبوب ہوتی ہے۔

Marfat.com

اسلیئے ضروری ہے کہ جو شخص اپنے خالق حقیقی کو اپنا محبوب بنانا چاہتا ہے۔اس سے اپنی محبت کی جوت جگانا چاہتا ہے۔وہ محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کے حضور حاضر ہو۔ انکے لائے ہوئے دین اسلام کو اپنائے۔زندگی کے ہر مرحلے میں انہی کی اتباع اور پیروی کرے اور انکی عطا کردہ تعلیمات پر عمل کرے اور انکی شریعت سے سرِ موانحراف نہ کرے۔یہی واحد راستہ ہے جس پر چل کر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر سکتا ہے اور اسے اپنا ایسا محبوب بنا سکتا ہے جو اسے ہر عمل کا ثواب دیتا اور انسانوں میں اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے اور اسی اتباع کا دوسرا نام محبت ہوتا ہے۔کیونکہ محبت پسندیدگی سے عبارت ہے اور جس چیز کو انسان ناپسند کرتا ہے وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔اور قرآنی آیت "والذین امنوا اشد حبا للہ" اسی امر کی مظہر ہے کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتے ہیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اطاعت رسول اللہ ﷺ کے بغیر ممکن ہی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

" جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول اللہ ﷺ کیلئے محبت محسوس نہیں کرتا وہ یہ سمجھ لے کہ اسے اللہ تعالیٰ سے بھی محبت نہیں ہے "(۱۷)

محبت الٰہی کو اتباعِ رسول ﷺ کیساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔کیونکہ یہود اور مشرکین مکہ اس امر کے مدعی تھے کہ وہ اپنے بتوں کی پوجا اس لئے کرتے تھے کہ بتوں کے ذریعے سے انہیں محبتِ ربانی حاصل ہو جائے۔اس باطل خیال اور نظریہ کو اسلام نے انتہائی بلیغ انداز میں رد کرتے ہوئے تمام انسانوں،نبیوں اور رسولوں کو حکم دیا کہ اگر وہ

Marfat.com

رضائے الٰہی یا محبتِ ربانی کے حصول کے متمنی ہیں تو فاتبعونی کے حکم کے مطابق یہ مقام صرف اللہ کی محبت اور اطاعت رسول ﷺ سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ چنانچہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رقم طراز ہیں:

" بتایا گیا کہ محبت الٰہی کا دعویٰ سید عالم ﷺ کے اتباع اور فرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں۔ جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور ﷺ کی غلامی کرے اور حضور ﷺ نے بت پرستی سے منع فرمایا ہے تو بت پرستی نہ کرے" (۱۸)

مذکورہ بالا سطور میں لفظ حُبّ یا محبت کے لغوی اور اصطلاحی معنی متعین کر کے یہ بات کہی گئی کہ محبت ایک لافانی جذبہ ہے جو ہر انسان میں موجود ہے۔ جبکہ مسلمان اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کیلئے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں اور محبت الٰہی کے حصول کا واحد ذریعہ اتباع رسول ہے۔ اس لئے منطقی نتیجہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ مسلمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کریں، محبت رسول ﷺ سے سرشار ہوکر وہ انکی اتباع کریں تاکہ انہیں محبتِ الٰہی حاصل ہو۔ جو ایک عظیم مقصد حیات ہے۔

۳

عربی زبان میں ح ب ب کا مادہ کسی چیز میں دلچسپی پیدا ہونا، کسی امر میں رغبت کا اجاگر ہونا، کسی امر کیلئے شوق اور اشتیاق کا بڑھنا، کسی انسان سے تعلق خاطر ہونا اور بہت سی اشیاء میں سے کسی ایک پر فریفتہ ہونا وغیرہ کے معانی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی مادے سے بہت سے الفاظ جیسے محبت، مُحب، محبوب، حبیب، احباب، احباء، حبیبہ اور حبائب وغیرہ بنتے اور استعمال ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں یہ لفظ عام طور پر حُب (حاء کی پیش کیساتھ) ذکر کیا جاتا ہے۔ تاہم حِب (حاء کی زیر کیساتھ) بھی بولا جاتا ہے۔ اس وقت اس لفظ کے معانی محبوب (Beloved) کے ہوتے ہیں۔ جیسے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے "فاطمه حِبة رسول الله ﷺ" (۱۹) ۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی محبوب اور انتہائی پسندیدہ شخصیت ہیں۔

نیز عربی زبان کا لفظ حُب، محبت (میم کی زبر کیساتھ) اور اس کے دیگر صیغے قرآن کریم، حدیث نبوی اور اسلامی ادب میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ نیز مشرقی زبانوں فارسی، ترکی اردو اور پنجابی وغیرہ میں بھی یہ الفاظ مذکورہ معانی اور مفاہیم کیلئے بولے جاتے ہیں جبکہ عربی زبان میں بھی اس لفظ کے یہی معانی ہیں۔ چنانچہ سعودی عرب کے نامور مفکر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے اپنی حالیہ عربی تصنیف کا نام "علموا اولاد کم محبة رسول الله ﷺ" رکھا ہے۔

Marfat.com

نیز انہوں نے " محبۃ اھل البیت اور محبۃ صحابۃ الرسول " کے نام سے بھی لکھا ہے۔

جب ہم "حُبّ رسول ﷺ" کا مرکب اضافی بولتے ہیں۔ تو اس وقت ہم حب سے محبت، رغبت، اشتیاق، پسندیدگی، دلی وابستگی، والہانہ عقیدت، اعلیٰ ارادت اور ارفع چاہت وغیرہ مراد لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ لفظ ''حُبّ'' کا اطلاق شیفتگی اور وارفتگی پر کیا جائے مگر یہ محبت ہر طرح کی جنونیت، افراط و تفریط، غلو، شدت پسندی، رجعت پسندی اور بے راہ روی سے بالکل پاک اور بالاتر ہوتی ہے۔ نہ اس میں عشق کی سی مجبوری اور نہ اس محبت میں پاگلوں کی سی خود فراموشی ہوتی ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی پاکیزہ محبت، الفت اور چاہت ہوتی ہے جس پر خود سپردگی غالب ہوتی ہے۔ گویا یہ محبت بقائمی ہوش وحواس، عقل وخرد اور دانشمندی سے کی جاتی ہے اور اس میں اطاعت شعاری کا جذبہ موجزن ہوتا ہے اور اپنے محبوب کو نمونہ عمل بنا کر اس کی اتباع کی جاتی ہے۔

حب رسول ﷺ سے مراد یہ ہے کہ خاتم الانبیاء ومرسلین، رحمت للعالمین، سید الثقلین، نبی الحرمین، سرور کائنات اور محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور احمد مجتبیٰ ﷺ کیساتھ دل کی گہرائیوں، عقل وشعور کی پہنائیوں اور انسانی بساط کی گہرائیوں سے محبت، الفت، چاہت اور عظمت کا اس طرح مظاہرہ کیا جائے کہ انسان کے فکر وعمل سے یہ حقیقت عیاں ہو کہ یہ اعلیٰ وارفع ہستی، "بعد از خدا بزرگ توئی" کا حقیقی مصداق ہو۔ کہ خالق کائنات اور رب العالمین کی پیدا کردہ مخلوق میں وہ سب سے عظیم اور سب سے بزرگ ہیں اور تمام فرشتے جن وانس اور دیگر مخلوق سے وہ بلند وبالا اور عظیم تر ہیں۔

Marfat.com

محمد ﷺ سے محبت ایمان کی بنیادی شرط ہے۔ کیونکہ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت دو اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان کا پہلا حصہ توحید کے اعتراف واقرار سے ہی عبارت ہوتا ہے۔ جس کا اقرار سابقہ انبیاء اور رسولوں کے پیروکار بھی کرتے رہے اور جس کا اعتراف کافر اور مسلمان کے مابین حد فاصل قائم کرتا ہے۔ جبکہ کلمہ کا دوسرا حصہ رسالت پر عقیدہ استوار کرنے کا نام ہے اور سابقہ امتیں بھی اپنے انبیاء اور رسولوں کا اعتراف بھی اسی کلمہ کے ذریعہ سے کرتی رہی ہیں۔ ہم چونکہ مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول کے پیروکار ہیں۔ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ " محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " کا اقرار و اعتراف کریں کیونکہ اس اقرار کے بغیر کوئی فرد صاحبِ ایمان نہیں ہوسکتا۔ حتیٰ کی انبیاء علیھم السلام سے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ پیمان لے رکھا ہے۔

" لتؤمنن به ولتنصرنه " (۲۰) کہ وہ اس رسول محتشم پر یقیناً ایمان بھی لائیں گے اور اسکی مدد بھی کریں گے۔

ہر مسلمان اپنے ایمان کی تکمیل کیلئے کوشاں رہتا ہے۔ اسکی خواہش اور پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہر ایسا کام کرے جو اسکے عقیدے کی تقویت اور ایمان کی تکمیل کا ذریعہ قرار پائے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے ہر مسلمان نیک عمل بجالاتا ہے اور برے اعمال سے پورا پورا اجتناب کرتا ہے۔ بلاشبہ ہر مسلمان کی یہ کوشش لائق تحسین، باعث اجر وثواب اور ذریعہ نجات ہے اور ایک اچھے مسلمان کا زیور ہے۔ لیکن صاحب لولاک، فخر موجودات اور محسن کائنات حضرت محمد ﷺ نے ایمان کی تکمیل کا ایک موثر نسخہ

کیمیا مسلمانوں کو عطا کیا ہے۔ جو مسلمان اس نسخہ کو حرز جان بناتا ہے اس کا ایمان یقیناً کامل اور اکمل ہو جاتا ہے، چنانچہ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین (۲۱)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اس حدیث میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے تمام خونی اور انسانی رشتوں پر ترجیح دے۔ ان رشتوں کیساتھ خونی، طبعی اور جبلی رشتہ ہونے کے باوجود انہیں پس پشت ڈال کر محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ کو اولیت اور فوقیت دی جائے۔ اگر ایک طرف آقا و مولیٰ محمد ﷺ کی ذات اقدس، انکی تعلیمات اور انکی تعظیم و تکریم کا معاملہ ہو اور دوسری طرف خونی اور انسانی رشتے، ذاتی مفاد یا انسانی منفعتیں آڑے آ رہی ہوں تو اس حدیث کی روشنی میں محبت کا تقاضا یہ ہے کہ خاتم الانبیاء، انکی تعلیمات اور ادب و احترام کو اپنا لیا جائے اور اس راہ میں حائل ہونیوالی تمام دنیوی رکاٹوں کو مٹا دیا جائے اور ایک مخلص اور سچے محبّ کی طرح کاشانۂ نبوت سے اپنا رشتہ استوار کر لیا جائے کیونکہ ایمان کی تکمیل، دنیوی راحت اور اخروی نجات کا یہی واحد راستہ ہے اور اس فرض کی بجا آوری میں کوتاہی ایمان کی کمزوری کی علامت ہوگی۔

انسانی وجدان میں محبت، الفت اور اشتیاق پیدائشی طور پر موجود ہوتا ہے اور ان چیزوں

Marfat.com

کا مظاہرہ دو طرح سے ہوتا ہے۔ اس کائنات کی بہت سی اشیاء ہیں جو اپنے قدرتی حسن سے اور ذاتی رعنائی کی وجہ سے انسانی توجہ اپنی جانب مبذول کرا لیتی ہیں اور انسان کے دل میں ان کیلئے جذبہ محبت اجاگر ہو جاتا ہے اور کائنات کی ایسی ہی اشیاء ان کے خالق اور صانع کا پتہ نشان بتاتی ہیں اور انہیں چیزوں پر غور وفکر کرتے ہوئے انسان ذاتِ باری تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متکلمین کی رائے میں توحید کا عقیدہ انسانی فکر وشعور میں پیدائشی طور پر ودیعت کر دیا گیا ہے۔ محبت والفت کا دوسرا مظہر انسانی کوششوں سے وجود میں آتا ہے کہ جب انسان عقل وشعور کی منزلیں طے کرتا ہوسنِ البلوغ کو پہنچتا ہے، تعلیم حاصل کرتا ہے، تجربے اور مشاہدے کے راستے سے گذرتا ہے اور کائنات کی چیزوں کی حقیقت اس پر عیاں ہوتی ہے۔ تب وہ ان میں سے بعض چیزوں سے نفرت اور بعض چیزوں سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے۔ جب ایسی محبت کا ایجابی استعمال ہوتا ہے تو عقیدہ رسالت قائم ہوتا ہے۔ دل میں حُبِ رسول پروان چڑھتی ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت دیگر اشیاء پر غالب آجاتی ہے اور یہ سب چیزیں ہیچ اور بے وقعت ہو جاتی ہیں۔ دوسری جانب ایسی محبت کا استعمال سلبی ہوتا ہے تو انسان اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر بُت پرستی میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔ مال ومتاع، جاہ وجلال اور دنیوی چیزوں سے والہانہ محبت کرنے لگتا ہے اور وہ ان امور میں اس قدر مگن ہو جاتا ہے کہ مادیت کے علاوہ اسے اور کچھ یاد نہیں رہتا۔ ایسے ہی محبت کرنے والوں کی رہنمائی کیلئے حضرت محمد صادق ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما (۲۲)۔

Marfat.com

اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک دیگر تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔

یہ حدیث اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ خونی اور انسانی رشتوں کے علاوہ بھی دیگر تمام اشیاء اپنے اندر کشش اور جاذبیت رکھتی ہیں۔ اس لئے وہ بھی انسان کی محبوب بن جاتی ہیں۔ لیکن مسلمان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ان سب موانع اور رکاوٹوں کو اپنے اوپر حاوی اور اثر انداز نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ وہ ہمہ وقت اللہ اور رسول ﷺ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اس محبت کا عملی مظاہرہ وہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام نووی ۔۔ بن شرف ۶۷۶ھ شرح مسلم میں تحریر کرتے ہیں۔

محبة العبد بربه سبحانه وتعالیٰ بفضل طاعته و ترک مخالفته وکذلک محبة رسول الله ﷺ۔ (۲۳)

بندے کی اپنے پروردگار سے محبت یہ ہے کہ وہ اسکی اطاعت کرے اور اسکی مخالفت چھوڑ دے اور اسی طرح رسول ﷺ سے محبت ہے کہ انکی اطاعت کی جائے اور انکی مخالفت چھوڑ دی جائے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کو ان دونوں کی اطاعت اور فرمانبرداری سے تعبیر کیا ہے۔ گویا امام نووی یہ بتا رہے ہیں کہ جب کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور دم بھرتا ہے تو وہ درحقیقت یہ واضح کر رہا ہوتا ہے کہ وہ اطیعوا اللّٰه واطیعوا الرسول کے حکم پر کما حقہ عمل پیرا ہے اور انکے احکام سے سرِ مو بھی انحراف نہیں کرتا اور اگر ان

Marfat.com

ہستیوں سے محبت کا دعویٰ کرنیوالا انکی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں کرتا، تو ایسا شخص نہ صرف اپنے دعوے میں جھوٹا ہے بلکہ اس کا ایمان بھی ناقص اور نامکمل ہے۔ کیونکہ محبت یہ ہوتی ہے:

المحبة مواطأة القلب على ما يرضى الرب سبحانه فيحب ما احب ويكره ما كره (۲۴)

محبت اس چیز کا نام ہے کہ دل اللہ کی رضا کا تابع ہو جائے، جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اسے دل بھی پسند کرے اور جسے اللہ ناپسند کرتا ہے اسے دل بھی ناپسند کرے۔

جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دوسرا نام اطاعت الٰہی ہے اسی طرح اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے سے مراد انکی کامل اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ کیونکہ محبت اس میلان سے عبارت ہوتی ہے جو محبوب کو پسند ہو۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۴ھ) نے محبت رسول ﷺ کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ومن محبته ﷺ نصرة سنته، والذب عن شريعته، و تمنى حضور حياته، فيبذل ماله ونفسه دونه. قال واذاتبين ماذكرناه تبين ان حقيقة الايمان لا يتم الابذلك ولا يصح الايمان الا بتحقيق اعلى قدر النبى ﷺ و منزلته على كل والدو ولد ومحسن ومفضل ومن لم يعتقد هذاواعتقد سواه فليس بمؤمن (۲۵)

محبت رسول ﷺ سے مراد ہے انکی سنت کو زندہ کرنا، انکی شریعت کی اتباع کرنا، انکی

Marfat.com

خدمت اقدس میں حاضری کی تمنا کرنا اور اس مقصد کیلئے جان اور مال خرچ کرنا۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ جو ہم نے ذکر کیا جب وہ واضح ہو گیا تو یہ امر بھی ثابت ہوا کہ ایمان کی حقیقت اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور ایمان اس وقت تک درست قرار نہیں پاتا جب تک نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت باپ، اولاد، ہر محسن اور فضیلت والے سے بالاتر نہ ہو۔ اور جو شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا اور اس کے علاوہ کوئی اور عقیدہ رکھتا ہے وہ صاحب ایمان نہیں ہے۔ مذکورہ بالا بحث سے یہ امور واضح ہوئے کہ:

ا۔ مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

ب۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت خونی اور انسانی رشتوں سے بھی بالاتر ہے۔

ج۔ اللہ سے محبت فطری اور جبلی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اختیاری اور کسبی ہے۔

د۔ محبت کا دوسرا نام اطاعت ہے اور یہی اس کا مقصد اور مظہر ہے۔

ھ۔ رسول اللہ سے محبت کیے بغیر ایمان بھی نامکمل ہے۔

و۔ آپ سے محبت کا عقیدہ آپ کی سنتوں کا احیاء اور آپکی شریعت کی اتباع ہے۔ آپ سے محبت کا منشا یہ بھی ہے کہ آپ کا مرتبہ اور عظمت تمام انسانوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محبان رسول میں ان امور کا پایا جانا از بس ضروری ہے اور اگر ان میں سے کوئی نقطہ مفقود ہو تو محبت رسول کا دعوٰی درست ہے اور نہ ہی ایمان مکمل۔

اس مقام پر ایک اور نقطہ لائق توجہ ہے کہ وہ کونسے عوامل ہیں جو ایک فرد کو دوسرے

انسان سے محبت کرنے پر مائل کرتے ہیں۔ اس سوال کا جواب مختلف طریقوں سے اور مختلف عوامل کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ ہم اس مقام پر طوالت کے خوف سے مختصراً صرف ان عوامل کی نشاندہی کرتے ہیں جو مسلمان ماہرین نے بالاتفاق اپنائے ہیں۔

کبھی انسان حسن و جمال اور کسی چیز کی رعنائی سے متاثر ہوتا اور لذت محسوس کرتا ہے۔ کبھی انسانوں کی صلاحیتوں اور خوبیوں کی بنا پر ان سے محبت کی جاتی ہے۔ جیسے نیکوکار، متقی اور پرہیزگار افراد سے انسان بہت محبت کرتے ہیں اور کبھی احسان مندی کے جذبات سے مغلوب ہو کر دوسروں سے پیار کیا جاتا ہے اور کسی انسان سے اس لئے بھی محبت کی جاتی ہے کہ اس نے کسی مشکل سے نجات دلائی ہوتی ہے، کسی مصیبت یا آفت کو ہم سے ٹالا ہوتا ہے، یا کسی فرد کو اس لئے بھی محبوب بنا لیا جاتا ہے کہ وہ دیگر انسانوں سے زیادہ معنوی خوبیوں اور روحانی اوصاف سے متصف ہوتا ہے۔

یہ وہ عوامل ہیں جن کی بنا پر انسان باہم محبت اور پیار کرتے ہیں۔ تاہم یہ عوامل تمام انسانوں میں بیک وقت یکجا اور جمع نہیں ہوتے۔ بلکہ انسانوں کے مختلف گروہ اور طبقے الگ الگ اوصاف رکھتے ہیں۔ جو ان کیساتھ محبت اور پیار کرنے کے عوامل بنتے ہیں۔ لیکن اس کائنات میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ وہ واحد ہستی ہیں جو ان تمام اوصاف حمیدہ سے بیک وقت متصف ہوئے۔ اور ان تمام عوامل کی وجہ سے انسان ان سے محبت کرتے اور انہیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ لازوال ظاہری اور باطنی حسن و جمال کا مجموعہ ہیں۔ ان کے اوصاف حمیدہ اوج کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ تمام فضائل کا مجموعہ اور خلاصہ ہیں۔ تمام مسلمانوں پر انکے احسانات

ہیں کیونکہ آپ نے انہیں صراط مستقیم پر گامزن کیا، جنت کی دائمی نعمتیں دلوائیں اور جہنم سے نجات دلوائی۔ اس لئے یہ بات پورے یقین اور اعتماد سے کہی جا سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت میں وہ تمام عوامل بدرجہ اتم موجود ہیں جو کسی بھی شخص سے محبت کے متقاضی ہوتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ آپ سے محبت کریں اور آپکی کامل اتباع کریں۔ قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں نے رسالت مآب ﷺ سے بے پناہ محبت کی، آپ کا بیحد احترام کیا اور آپکی فقید المثال تعظیم وتکریم کی۔ چنانچہ قرآن وحدیث کے اولین مخاطبین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ تکیہ کلام تھا: فداک امی و ابی یا رسول اللہ! یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

آپ کی پسندیدہ اشیاء کو وہ پسند کرتے اور آپکی ناپسندیدہ چیزوں وہ سے نفرت کرتے تھے۔ جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ سبتی جوتے پہنے (۲۶) اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمیشہ کدو کھانا (۲۷) پسند فرماتے کیونکہ یہ امور آنحضرت ﷺ کے معمولات میں شامل تھے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے کا ایک ایمان افروز واقعہ خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (م ۲۳ھ) کو بھی پیش آیا۔ جس کے مطالعے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اس

Marfat.com

دوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی دلی حالت بیان کرتے ہوئے) کہا یارسول اللہ آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے محبوب ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات بابرکات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں تم کامل مومن ہو ہی نہیں سکتے۔ اس پر حضرت عمر نے عرض کیا اب آپ ﷺ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الآن یا عمر! اے عمر اب تم پکے مومن قرار پائے۔ (۲۸)

روایت ہے کہ غزوہ احد کے دن جب یہ جھوٹی افواہ اڑائی گئی کہ حضور ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں اور مدینہ منورہ کے سب باشندے بے چین اور بے قرار ہو گئے تو ایک انصاری خاتون مدینہ منورہ سے باہر نکل کھڑی ہوئی۔ اس کا سامنا اسکے بھائی، بیٹے، شوہر اور باپ کی شہادت سے متعلق اطلاع سے ہوا جو سب کے سب جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ وہ جب ان میں سے ہر کسی کی لاش کے پاس سے گزرتی تو یہ پوچھتی یہ کون ہے؟ لوگ بتاتے یہ تمھارے بھائی، یہ تمھارے شوہر اور تمھارے بیٹے ہیں۔ وہ سب کچھ سن کر کہنے لگی بتاؤ نبی رحمت ﷺ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ تمھارے سامنے ہیں۔ وہ یہ سن کر آگے بڑھنے لگی اور رسول ﷺ تک پہنچ گئی اور آپ کے کپڑے کا کنارہ پکڑ کر کہنے لگی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ جب آپ ﷺ ہلاکت سے محفوظ ہیں تو مجھے (کسی کی بھی شہادت کا) کوئی غم نہیں۔ (۲۹)

Marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین اور عاشقان رسول ﷺ کے ایسے بے شمار واقعات سے تاریخ وسیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں جو اس امر کی عکاس ہیں کہ جان نثاران مصطفیٰ ﷺ نے آپ کی محبت میں، آپ کی اتباع میں اور آپ کی ناموس کی حفاظت میں بڑی سے بڑی قربانی دی۔ آپ پر اپنی جانیں نچھاور کیں اور آپ کی شریعت اور سنت کے تحفظ کیلئے بڑی سے بڑی مصیبت اور مشکل برداشت کی۔

محبت رسول ﷺ ایک لازوال جذبہ ہے جو ہر مسلمان کے دل میں ہر وقت موجزن رہتا ہے اور حالات و واقعات کی شیرینی اور ترشی دونوں کی وجہ سے پروان چڑھتا اور ترقی کرتا رہتا ہے۔ تاہم حبِ رسول کا صحیح جذبہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ کو تمام مخلوق سے افضل اور برتر مقام عطا کیا جائے اور آپ کو خاتم الانبیاء والمرسلین کا اعلیٰ درجہ حاصل ہو۔ آپ کی حیات مبارکہ مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کیلئے ایک کامل اور بہترین نمونہ ہے۔ آپکو وحی الٰہی کی تائید اور حمایت حاصل رہی۔ اسلامی شریعت کے بنیادی ماخذ قرآن وسنت آپکے ہی عطا کردہ ہیں۔ آپ ﷺ سید ولد آدم، فخر موجودات، صاحب لولاک، جامع الکلم، افصح العرب والعجم ہیں۔ آپ ہی اخلاق فاضلہ کے بلند ترین منصب پر فائز ہیں اور آپ کیلئے ہی پوری روئے زمین کو سجدہ گاہ بنایا گیا اور آپکو معراج، شق صدر، اور شق القمر جیسے عظیم معجزات عطا ہوئے اور آپ کی سنت کا احیاء اور اس پر عمل باعث سعادت ونجات ہیں۔ یہ سب ایک جانب حب رسول ﷺ کی مختلف بنیادیں ہیں تو دوسری جانب قرآن حکیم ہے جو ابدی چشمۂ ہدایت ہے، انسانیت کا منشور ہے اور رب کائنات کا انسانیت کے نام آخری پیغام

ہے۔ یہی قرآن حکیم ہمیں حبِ رسول ﷺ کی ٹھوس، مستحکم، مضبوط اور لازوال بنیادیں بھی فراہم کرتا ہے۔ چونکہ قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے۔ اس لئے حب رسول ﷺ کی قرآنی بنیادیں بھی سراپا ہدایت اور سعادت جاودانی کا منبع اور سرچشمہ ہیں۔

محبت رسول ﷺ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اور اس امر سے کسی بھی مسلمان کو اختلاف نہیں کہ حب رسول ﷺ ایمان کی بنیادی شرط ہے اور ہر مسلمان کے دل و دماغ پر محبت رسول ہر وقت غالب رہنی چاہیئے اور جو دل اس جذبے سے خالی ہو وہ ایمان کی دولت سے بھی تہی دامن ہے۔ تاہم ہمارا مشاہدہ ہے کہ محبت رسول ﷺ کے بارے میں مسلمان غلو اور افراط وتفریط کا شکار ہو رہے ہیں اور اس میں مختلف طبقوں کی جانب سے انتہا پسندی کا مظاہری ہونے لگا ہے جو ایجابی انداز میں بھی ہے اور سلبی طور پر بھی ہے۔ ایک طبقہ اپنے آپ کو مظہر محبت یعنی اطاعت اور اتباع رسول ﷺ تک محدود رکھنے پر مصر ہے اور محبت رسول ﷺ کے دیگر امور یعنی محافل میلاد، محافل نعت، مجالس ذکر رسول ﷺ اور سیرت فہمی کی مجالس اور درود وسلام کو پسند نہیں کرتا اور کسی بھی انداز میں حضور ﷺ سے عقیدت، محبت، اور قلبی لگاؤ کے اظہار کو شرعی احکام کی مخالفت قرار دیتا اور ان تمام اعمال کو شرک و بدعت کے زمرے میں گردانتا ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ حب رسول ﷺ کے حوالے سے ایک اور الجھن کا شکار ہے۔ یہ طبقہ جو عوام کا طبقہ ہے یہ سمجھتا ہے کہ رسمی، موسمی، نمائشی اور تزئینی قسم کی محافل اور مجالس منعقد کی جائیں۔ ۱۲ ربیع الاوّل کو میلادِ رسول ﷺ کا جلوس نکالا جائے۔ مساجد، مزارات اور بازاروں کی تزئین و آرائش کر لی جائے اور نیاز یا شیرینی تقسیم

Marfat.com

کر دی جائے تو یہ کافی ہے اور محبت رسول ﷺ کے تقاضے ان کاموں سے پورے ہو جاتے ہیں۔

حبِ رسول ﷺ میں مزید انتہا پسندی اس وقت سامنے آتی ہے جب کچھ افراد عظمت رسول کو پیش نظر نہیں رکھتے اور قرآن وسنت میں ان کے ادب واحترام کا جو اعلیٰ معیار قائم کیا گیا ہے اسے بھی ملحوظ نہیں رکھتے اور دوسری طرف محافل میلاد اور مجالس نعت کا انعقاد کرتے وقت شرعی احکام اور دینی تقاضوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور سنت رسول ﷺ تو درکنار فرائض کی بجا آوری میں بھی کوتاہی برتی جاتی ہے۔ چنانچہ کتنی ہی محافل کے انعقاد کے وقت نماز اور نماز باجماعت کا اہتمام نہیں کیا جاتا، مرد وزن کے اختلاط سے اجتناب نہیں کیا جاتا اور مجالس میلاد ونعت کیلئے جس پاکیزگی، خلوص، عقیدت اور محبت کی ضرورت ہوتی ہے وہ عنقا ہو جاتی ہے۔ اسلام جس حُبِ رسول ﷺ کی تربیت دیتا ہے وہ افراط وتفریط اور انتہا پسندی سے ہٹ کر میانہ روی پر مبنی ہوتی ہے۔ جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے اعلیٰ اور برتر انسان ہیں۔ وہ خدائے بزرگ وبرتر کے بعد سب سے زیادہ قابل اطاعت، لائق محبت اور اتباع کے قابل ہیں۔ ان کا غایت درجے کا ادب واحترام کرنا تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔ ان سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں سب انسانوں سے افضل مانا جائے اور ان کا انتہائی ادب واحترام کیا جائے۔ اپنی پسند اور عدم پسند کو حضور ﷺ کی تعلیمات کا پابند کر دیا جائے۔ آپ کی سنت مطہرہ پر عمل کیا جائے اور اپنے اعمال، اخلاق، اطوار اور عادات کو اس طرح منظّم کیا جائے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنن

Marfat.com

کے احیاء اور ان پر عمل کا نمونہ بن جائیں۔

ہم نے پہلے ذکر کیا کہ قرآن حکیم اسلامی شریعت اور دینی احکام کا پہلا مصدر و ماخذ ہے اور اسے دیگر تمام مصادر و منابع پر فوقیت حاصل ہے۔ نیز حب رسول کے بہت سے مظاہر اور مصادر ہیں۔ لیکن ان میں قرآن حکیم کو اولیت حاصل ہے اور قرآن حکیم سے جو احکام ثابت ہوتے ہیں ان پر عمل کرنا مسلمانوں کیلئے لازمی ہے۔ اس لئے ہم آئندہ سطور میں حبِ رسول ﷺ کی قرآنی بنیادیں پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرتے وقت ہم پورے قرآن حکیم کا تو احاطہ نہیں کر سکیں گے تاہم اس موضوع پر کتاب اللہ کے بنیادی نکات پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

۴

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے تو اس وقت ہم یہ حقیقت بیان کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت کیلئے جو بھی کتب اور صحیفے نازل کئے۔ ان میں قرآن حکیم سب سے زیادہ محفوظ، سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ دیرپا ہے۔ چنانچہ یہ نسخہ کیمیا ایک طرف رہتی دنیا تک قائم رہے گا اور دوسری جانب اس کے اوامر و نواہی دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قابل عمل رہیں گے اور ساتھ ہی ساتھ ہم یہ بھی واضح کر رہے ہوتے ہیں کہ قرآنی ہدایت زندگی کے کسی خاص پہلو تک محدود نہیں بلکہ یہ زندگی کے تمام پہلوؤں کیلئے ہدایت کا سامان ہے۔ اسی طرح یہ ہدایت نامہ تمام علوم وفنون کا بھی اولین مصدر و مأخذ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم حب رسول ﷺ کی بنیادیں بھی قرآن حکیم سے ہی تلاش کر رہے ہیں۔ قرآنی احکام عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص سے استنباط کئے جاتے ہیں اور اسی طرح قرآنی اصول کی مدد سے تفصیلی اور فروعی احکام بھی وضع کئے جاتے ہیں۔ تاہم حب رسول ﷺ کے موضوع پر گفتگو کرتے وقت ہم دلائل کو عبارۃ النص تک ہی محدود رکھیں گے اور اس تحریر کی طوالت کے خوف سے حُبِ رسول ﷺ کی بنیادیں نص کی دیگر اقسام میں سے استخراج نہیں کریں گے۔ اگرچہ محبتِ رسول ﷺ ایک متفقہ موضوع ہے اور مسلمانوں کے تمام طبقے اس محبت کو جزو ایمان قرار دیتے ہیں اور اسے اپنانے کی مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں۔ تاہم ان کے ہاں

Marfat.com

حبِ رسول ﷺ کے درجات، معیارات، اور امتیازات جداگانہ ہیں۔اس لئے ہم نے اس اہم اور حساس موضوع کو قرآن حکیم کی قطعی نصوص ہی سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

قرآن حکیم کی تلاوت سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ سے بے پایاں محبت کی بنیادیں کئی قسم کی ہیں۔ان میں سے بعض کا تعلق پوری انسانیت سے ہے اور بعض بنیادیں صرف مسلمانوں تک محدود ہیں۔بعض چیزوں کی اساس ذاتِ رسول ﷺ سے وابستہ ہے اور بعض کی جڑیں آپ کے اسوۂ حسنہ اور اخلاق و عمل سے پیوستہ ہیں۔نیز بعض بنیادیں ایسی بھی ہیں جو اس ذات ستودہ صفات کی انفرادیت کی مظہر ہیں اور کچھ ایسی بھی ہیں جن کا تعلق آپ کے عظیم معجزہ قرآن حکیم اور سدا بہار پیغام اسلام سے ہے۔اس لئے آئندہ سطور میں حبِ رسول کی ان تمام قرآنی بنیادوں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کریں گے تا کہ قرآن حکیم اور حُبِّ رسول میں جو ایک مضبوط رشتہ قائم ہے مسلمان اس سے آگاہ رہیں۔

ابنائے آدم سب انسان کہلاتے اور باہم مل کر زندگی بسر کرتے ہیں۔اسی لئے انسان کو سماجی حیوان (Social Animal)(۳۰) بھی کہا جاتا ہے۔کیونکہ لفظ "انسان" کو اُنس سے قریب تر قرار دیں تو اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل کر زندگی بسر کرنا اسکی جبلت اور سرشت میں شامل ہے اور عصر حاضر میں انسانیت (Humanism) کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔اس لئے ہم قرآن حکیم سے سب سے پہلے حب رسول ﷺ کی انسانی بنیاد کا کھوج لگاتے ہیں۔چنانچہ اس حقیقت سے تو سبھی

آگاہ ہیں کہ سابقہ انبیاء اور رسل محدود مدت، محدود علاقوں اور محدود افراد کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور وہ اپنی قوم کو مقررہ وقت تک ربانی ہدایت فراہم کر کے رخصت ہو جاتے اور انکی جگہ ایک نیا نبی یا رسول مبعوث ہوتا۔ اگرچہ سابقہ انبیاء اور رسول انسانی ہدایت اور رہنمائی کیلئے بھیجے گئے لیکن وہ تمام انسانوں کیلئے نبی یا رسول نہیں تھے اور نہ ہی انکی نبوت، رسالت یا شریعت ہمیشہ کیلئے تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کائنات میں قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث ہوئے۔ ان میں سے 313 رسول بھی شامل تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کتب اور صحیفوں سے نوازا اور انہیں نئی شریعتیں بھی عطا کیں (۳۱)۔

اس کے برعکس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پوری انسانیت کیلئے نبی اور رسول ہیں نیز آپ کی رسالت اور دعوت اسلام کا دائرہ جنوں تک بھی وسیع ہے۔ آپکی بعثت سے قیامت تک جو انسان پیدا ہونگے آپ ان سب کیلئے نبی اور رسول ہیں۔ اس لئے قیامت تک پیدا ہونیوالے انسان آپ ﷺ کی نبوت، رسالت اور شریعت پر عمل پیرا ہونیوالے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمان آپ کو پسند کرتے اور آپ سے محبت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم نے بھی اس موضوع کو بتکرار اجاگر کیا ہے۔ قرآن پاک میں بہت سی آیات آپ کے نبیٔ انسانیت (Prophet of Humanity) ہونے کی خبر دیتی ہیں۔ تاہم اس مقام پر ہم ایسی صرف تین آیات پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ۔(۳۲) آپ کہ دیجئے اے

Marfat.com

انسانو! میں آپ سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

مذکورہ بالا آیت میں لفظ " الناس" جمع ہے اور اس پر الف لام جنس کا ہے۔ گویا جو فرد بھی انسانی دائرے میں آتا ہے وہ اس اصطلاح میں شامل ہے۔ چاہے وہ انسان کالا ہو، گورا ہو، سرخ ہو یا رنگ دار۔ اسی طرح قیامت تک کسی جگہ اور کسی وقت بھی کوئی انسان پیدا ہو اور وہ کتنا ہی عرصہ اس کائنات میں زندہ رہے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ اس کیلئے نبی ہیں۔ نیز لفظ " الیکم " میں تمام انسان داخل تھے پھر بھی "جمیعاً" لا کر تاکید اور حصر کر دیا کہ آپ ﷺ کی شریعت سب انسانوں کے لئے ہے اور کوئی فرد بھی اس دائرے سے باہر نہیں ہے، جس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعطیت خمسا ، لم یعطھن نبی قبلی، ولا اقوله فخرا، بعثت الی الناس کافة الاحمرو الاسود ۔(۳۳)

کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا ہوئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں دی گئی تھیں اور میں انہیں فخر کے بغیر بیان کرتا ہوں۔ مجھے تمام سرخ و سیاہ انسانوں کی طرف نبی مبعوث کیا گیا۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا:

وکان النبی یبعث الی قومه وبعثت الی الناس عامة۔(۳۴)

کہ انبیاء اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے رسول انسانیت ہونے کی دوسری قرآنی آیت بتاتی

Marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وما ارسلنک الا کافة للناس بشیرا ونذیراولکن اکثر الناس لا یعلمون۔(۳۵)

کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کی طرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر لیکن اکثر انسان (اس حقیقت سے) لاعلم ہیں۔

اس آیت میں لفظ "کافة" بہت اہم ہے اور مفسرین کرام نے اس لفظ کے مختلف معانی اور تراکیب بیان کی ہیں۔ چنانچہ ابراہیم بن سری (م ۳۱۱ھ) اقول ہے کہ

وما ارسلنک الا جامعاللناس بالانذار والابلاغ ۔کہ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف جمع کرنے والا بنا کر بھیجا تا کہ انہیں آپ ڈرائیں اور ان تک ہمارا پیغام پہنچائیں۔ بعض مفسرین نے اس لفظ کو مصدر محذوف کی صفت بتایا ہے اور عبارت یوں ترتیب دی:

وما ارسلنک الا رسالة کافة یعنی عامة شاملة۔(۳۶)

کہ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف مکمل پیغام دے کر بھیجا۔

جس طرح آپ کی رسالت اور نبوت تمام انسانوں کیلئے عام ہے اسی طرح آپ کا پیغام اور آپکی شریعت بھی تمام انسانوں کیلئے ہے۔ اسی لئے بعض مفسرین نے کہا کافة عامة احمرهم واسود هم کہ آپ کی شریعت اس قدر عام ہے جو سرخ وسیاہ سبھی انسانوں تک وسیع ہے۔ سیدی و مرشدی ﷺ کی عمومی نبوت و رسالت قرآن مجید کی ایک اور آیت سے بھی واضح ہوتی ہے اور اس آیت کا عموم کائنات اور

زمان ومکان کی حدود سے بالاتر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین۔(۳۷) کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلیئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس آیت مبارکہ میں لفظ "العالمین" قابل توجہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کیلیئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ عربی زبان میں اسم جمع کا اطلاق کم از کم تین اکائیوں (Units) پر ہوتا ہے۔ اس وقت ہمیں یہ موجودہ جہاں (دنیا) اور اگلا جہاں آخرت معلوم ہیں اور کسی تیسرے جہاں سے ہم واقف نہیں ہیں۔ اس لئے "عالمین" کا صحیح اطلاق کرنے کیلیئے ہمیں نئے جہان اور نئے آفاق تلاش کرنا ہونگے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان کوئی نئی دنیا تلاش کرتا ہے تو رحمت عالم کی رحمت وہاں بھی جلوہ فگن ہوگی اور وہاں بھی انسانوں کو اپنے سائے میں پناہ دے گی۔ جیسا کہ یہ رحمت دنیا اور آخرت میں انسانوں پر سایہ فگن ہوگی۔ رحمت کی اس عمومیت کی وضاحت کرتے ہوئے رحمۃ للعالمین نے فرمایا:

انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمة۔(۳۸) کہ میں لعنت کرنیوالا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا:

انی رحمة بعثنی الله ولا یتوفانی حتی یظهر الله دینه۔(۳۹) کہ میں سراپا رحمت ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا اور وہ مجھے اس وقت تک واپس نہیں بلائے گا جب تک وہ اپنے دین اسلام کو دیگر ادیان پر غالب نہ کر دے۔

گویا محسن انسانیت اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اس وقت تک قائم رہے

Marfat.com

گی جب تک اسلامی شریعت دیگر تمام ادیان پر غالب نہیں ہو جاتی۔ جو آپ کے رحمتہ للعالمین ہونے کا لازمی تقاضا ہے کیونکہ آپ کی رحمت سے وہی افراد فیض یاب ہو سکیں گے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی رسالت پر ایمان لائیں گے نیز آپ کی شریعت پر بھی عمل کریں گے۔

حضور اکرم ﷺ سے محبت کرنے کی قرآن حکیم نے یہ بنیاد قائم کی ہے کہ آپ کا پیغام ابدی، آپکی نبوت و رسالت دائمی اور آپ کی شریعت آفاقی ہے۔ اس لئے ہر زمان و مکان کا انسان ان سے مستفید ہو سکتا ہے اور آپکی رحمت بے پایاں اور لامحدود ہے۔ اس لئے ہر دور اور ہر جگہ کا انسان آپ کی رحمت سے بہرہ ور ہوتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان آپ کی ذات سے ٹوٹ کر محبت کرتے اور آپ پر اپنی جانیں فدا کرتے ہیں۔

حب رسول ﷺ کی ایک اور قرآنی اساس یہ بھی ہے کہ آپ ہر طرح سے محفوظ ہیں۔ اس حفاظت کے کئی پہلو ہیں کہ (۱) آپ کی حیات طیبہ اور آپ کا اسوہ حسنہ زمانے کی دست بُرد سے محفوظ ہے جبکہ دیگر انبیاء اور رسولوں کی یہ شناختیں ضائع ہو چکی ہیں (۲) آپ کا عطا کردہ نسخہ کیمیا قرآن حکیم بالکل محفوظ اور اپنی اصلی نازل شدہ شکل میں ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جبکہ سابقہ کتب محفوظ نہ رہ سکیں۔ حتیٰ کی ان میں سے اکثر کی زبانیں بھی مردہ ہو چکی ہیں اور آج انکی اصل شکل میں کوئی بھی عبارت ہمیں دستیاب نہیں ہے۔ (۳) سابقہ اقوام نے انبیاء پر الزام تراشی کی، انہیں قتل کیا، انہیں موت کے گھاٹ اتارا، انکی عزت و ناموس پامال کی اور انکی توہین کی۔ جبکہ سید کائنات، فخر موجودات حضرت محمد ﷺ ان سب خرابیوں سے پاک اور محفوظ ہیں۔ (۴) نیز

Marfat.com

سابقہ انبیاء اور رسولوں کی زندگیاں اور اکثر تعلیمات نہ صرف مفقود ہو چکی ہیں بلکہ باقی ماندہ تعلیمات بھی مشکوک اور ناقابل عمل ہو چکی ہیں۔ ان کے برعکس نبی انسانیت ﷺ کی حیات مبارکہ، اسوۂ حسنہ اور تعلیمات نہ صرف باقی اور محفوظ ہیں۔ بلکہ وہ سب سدا بہار ہیں آج بھی قابل عمل ہیں اور کل بھی لائق تقلید اور باعث نجات رہیں گی۔ انسانی نکتہ نظر سے پرکھا جائے تو آپ کی حیات طیبہ اور آپکی تعلیمات میں اس قدر صداقت، عملیت اور وسعت موجود ہے کہ ہر انسان ان سے استفادہ کر سکتا ہے اور آپکی تعلیمات کا مفید، ایجابی اور قابل عمل ہونا ہی اس امر کی ضمانت ہے کہ وہ اس کارگاہ حیات میں ہمیشہ باقی اور قائم رہیں گی۔ لیکن اس حفاظت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اسکی حفاظت کرنے کا اعلان کر رکھا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات، حیات طیبہ، اسوۂ حسنہ، عزت و ناموس اور عصمت و عفت ہر چیز کی حفاظت رب کائنات خود فرماتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واللہ یعصمک من الناس۔ (۴۰) اور اللہ لوگوں سے آپ کو محفوظ کرتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ ضمانت فراہم کی ہے کہ جب خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں کو پہنچائیں گے تو عرب معاشرے میں اس کے خلاف شدید رد عمل ہوگا اور وہ آپ کے قتل کے درپے ہوں گے۔ کیونکہ رسول ﷺ تنہا تھے اور کفار عرب ایک بہت بڑی جمعیت۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ امام ابن کثیر حافظ سماعیل بن عمر رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

بلغانت رسالتی وانا حافظک و ناصرک و مؤیدک علی اعدائک

Marfat.com

و مظفرک بھم. فلا تخف ولا تحزن فلن یصل احد منھم الیک بسوء یؤذیک۔ (۴۱)

آپ میرا پیغام پہنچایئے، میں آپ کا محافظ، مددگار اور دشمنوں کے خلاف آپ کو بچانے والا ہوں اور انکے خلاف آپ کو کامیابی دینے والا ہوں۔آپ کوئی ڈر یا خطرہ محسوس نہ کریں۔ان میں سے کوئی بھی برے ارادے سے آپ تک نہیں پہنچ پائے گا کہ وہ آپ کو تکلیف پہنچائے۔

سیرت طیبہ کی کتب میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے آپ اپنے ساتھ ایک محافظ رکھتے تھے لیکن اس آیت کے نزول کے بعد آپ نے محافظ رکھنا ترک کر دیا تھا اور حضرت ابوسعید خدری، سعد بن مالک رضی اللہ عنہ (م ۴۷ھ) یہ خدمت سرانجام دیا کرتے تھے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کافروں کی دسیسہ کاریوں، اہل کتاب کے مکروفریب، یہودیوں کے جادو اور زہر سے محفوظ رکھا۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جس حفاظت اور تائید کی ضمانت ایزدی عطاء ہوئی وہ کوئی معمولی بات نہیں اور اس ضمانت کی موجودگی میں کسی اور تاکید کی ضرورت نہیں تھی۔کیونکہ اللہ جل جلالہ ہر چیز پر قادر ہے اور اسکی قدرت کاملہ کا یہ عالم ہے کہ جب وہ کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کام فوراً اور خود بخود ہو جاتا ہے۔اس قدرت کاملہ کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو تسلی دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان ربک احاط بالناس۔(۴۲) کہ بے شک تیرے پروردگار نے لوگوں کو نرغے میں لئے رکھا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور اپنے علم کے ذریعے سے لوگوں کے گرد

ایسا حصار قائم کر دیا کہ وہ آپ تک پہنچ ہی نہیں پائیں گے اور نہ ہی آپ کو کوئی گزند پہنچا سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں لفظ "احاط" سے مراد "عصمک" ہے جس کا معنی ہے کہ بے شک تیرا پروردگار لوگوں کی ایذا رسانی سے آپ کو محفوظ رکھتا ہے۔ مجاہد، حسن اور قتادہ نے اس آیت میں یہی مفہوم مراد لیا ہے۔ (۴۳)

ابتدائے اسلام میں رسول اللہ ﷺ دین کی تبلیغ خفیہ انداز میں فرماتے تھے تاکہ آپ کفار عرب کے طعنوں، تمسخر اور ایذا رسانی سے محفوظ رہیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہونیوالے مسلمانوں پر بھی مصیبتیں نازل نہ ہوں۔ کیونکہ کفار مکہ آپ کا مذاق اڑاتے، آپ پر آوازے کستے اور آپ کو دیوانہ قرار دیتے تھے۔ اس کے باوجود اللہ تعالی نے اپنے نبی کو اعلانیہ طور پر اسلام کی تبلیغ کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ یقین دہانی بھی کرائی

" واعرض عن المشرکین انا کفینک المستھزئین" (۴۴)

اور مشرکین سے آپ منہ پھیر لیجئے، مذاق اڑانے والوں (کے شر) سے آپ کو بچانے کیلئے ہم کافی ہیں۔

اس آیت کریمہ پر غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت، نصرت اور تائید کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا۔ آپ کا ذکر بلند ہوا۔ اسلام کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا اور دنیا کے نقشے پر مسلمان ایک قوت بن کر ابھرے۔ جبکہ آپ کے مخالفین ذلیل و رسوا ہوئے، انہیں ذلت کی موت آئی اور وہ جہنم رسید ہو نگے۔ جن حالات میں رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ کے پیغام شفا کے بارے میں مشرکین مکہ اور کفار عرب نے جو مخالفانہ اور معاندانہ رویہ اختیار کیا اس کا تقاضا تھا کہ

مسلمانوں پر کم ہمتی کے آثار ظاہر ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب کے ذریعے مسلمانوں کو فرمایا:

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا (۴۵)۔ اور اپنے رب کے حکم سے آپ صبر کیجئے کیونکہ آپ بلاشبہ ہماری نظروں کا تارا ہیں۔

یہ آیت مبارکہ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جس قدر بھی حفاظتی قوتیں ہیں وہ سب کی سب رسول اللہ ﷺ کی جانب متوجہ اور فعال ہیں۔ اسلئے کوئی مخلوق آپ کو نقصان یا تکلیف نہیں پہنچا سکتی۔ اس آیت میں یہ لطیف اشارہ بھی موجود ہے کہ سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۳۹ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک آنکھ سے حفاظت کا ذکر ہے جبکہ زیر نظر آیت میں لفظ "باعیننا" جمع ہے اور وہ بھی جمع منتھی الجموع۔ اس لئے اس آیت کی رو سے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی حفاظت اور نگہبانی تمام ذرائع اور اسباب سے کرتا ہے۔ اسکی تفسیر علامہ اسماعیل حقی (مولد ۱۱۲۷ھ) نے یوں بیان کی ہے:

نحن نراک بجمیع عیون الصفات والذات بنعت المحبة و العشق ننظر بها الیک شوقا الیک وحراسة لک۔ (۴۶)

ہم آپ کو اپنی ذات اور صفات کی تمام آنکھوں سے انتہائی محبت بھرے انداز میں دیکھتے ہیں۔ ہم بشوق آپ پر نظریں گاڑے رہتے ہیں تاکہ آپ کی حفاظت کرتے رہیں۔

ان آیات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کی تمام دسیسہ کاریاں، اسلام دشمن عناصر کی سرگرمیاں اور دشمن رسول ﷺ کی ریشہ دوانیاں بے اثر، غیر مفید اور سعی

Marfat.com

لاحاصل ہیں۔ کیونکہ اللہ جل جلالہ آپ کی خود حفاظت فرما رہا ہے اور آپ کو ہر طرح کی خباثتوں، عداوتوں اور ایذا رسانیوں سے بچائے رکھتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ ایک عظیم اعزاز اور آپ کا عظیم معجزہ ہے جو نہ انبیاء ورسل کو میسر آیا اور نہ دیگر انسانوں کو مل سکا۔ جبکہ قرآن حکیم میں آپکی حفاظت کا بار بار بیان ہونا مسلمانوں کو حب رسول ﷺ کی لازوال بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرتا ہے، اشتیاق سے آپ پر اپنی نظریں جمائے رکھتا ہے اور آپ کے دیدار کا مشتاق ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ بھی اس سنت الہیہ پر عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو محبتِ رسول ﷺ کے جذبے سے ہمیشہ سرشار رکھیں۔ قرآنی آیات وسور کی تلاوت سے حب رسول ﷺ کی یہ بنیادیں بھی ملتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر خاص عنایات ہیں۔ رب کائنات نے آپ کو وہ خصوصیات عطا کی ہیں جو کسی اور مخلوق کو میسر نہیں آئیں۔ آپ کو وہ ارفع واعلیٰ مقام اور اوصاف حمیدہ سے نوازا جو کسی بھی انسان کو نہ مل سکے۔ اس طرح رب کائنات نے جو نعمتیں اپنے محبوب ﷺ پر نچھاور کیں ان کا کمترین حصہ بھی دیگر تمام انسانوں کو نہ مل سکا۔ اس خاص مقام محبوبیت کی وجہ سے مسلمان آپ سے ٹوٹ کر محبت کرتے اور آپکو اپنی آنکھوں کا تارا اور دل کا سہارا بناتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ (۴۷) بے شک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور سلام پیش کیا کرو۔

Marfat.com

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی عظمت بیان کرنے کا ایک اچھوتا انداز اختیار کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی موجودگی میں اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہے اور فرشتے آپ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔اس لئے مسلمانوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی آپ ﷺ کے حضور اپنا صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا کریں۔صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرنا ایک طرف انسانی عجز و انکساری کا مظہر ہے تو دوسری جانب حضرت محمد ﷺ کی عظمتِ شان اور علوِ مرتبت کا اظہار ہے اور تعظیم رسول ﷺ کی علامت ہے اور جو محبت کے جذبوں کا بھی عکاس ہے۔

اس آیت میں جب ''صلوۃ'' کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے یہ مراد لیا جاتا ہے:

فھی منہ عزو جل ثناء علیہ عند الملا ئکۃ و تعظیمہ۔(۴۸)

کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی مجلس میں اپنے نبی کی تعریف و تکریم کرتا ہے اور جب یہی عمل فرشتوں سے صادر ہو تو اس سے مراد دعا ہوتی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کے فرشتے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کیلئے درجات کی بلندی اور رفعت شان کیلئے دست بدعا ہیں۔اور جب لفظ ''صلوۃ'' کی نسبت انسانوں کی طرف ہو تو اس وقت جو مفہوم قائم ہوتا ہے اسے ابن منظور افریقی (م ۷۱۱ھ) نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے، کہ جب مومن اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتا ہے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمدفمعناہ عظمہ فی الدنیا با علاء ذکرہ واظھار دعوتہ والقاء شریعتہ و فی الآخرۃ بتشفیعہ فی امتہ و تضعیف اجرہ ومثوبتہ۔(۴۸)

Marfat.com

اے اللہ ! تو ہمارے محمد ﷺ پر اپنی رحمت نازل فرما تو وہ یہ کہتا ہے، اے اللہ ! اپنے رسول کو عظمت عطا فرما اس کا ذکر بلند فرما۔ اس کے دین کو غلبہ دے کر اس دنیا میں اسکی شریعت کو باقی رکھ کر اور انکی شان میں اضافہ فرما اور آخرت میں انکی امت کے حق میں انکی شفاعت قبول فرما کر اور انکے اجر وثواب میں کئی گنا اضافہ فرما کر۔

اس لئے مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ وہ نبی رحمت اور داعی امت رسول محتشم ﷺ کے حضور درود وسلام کی سوغات ہر وقت پیش کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " ان ابخل الناس من ذکرتُ عنده فلم یصل علی "۔(۴۹) کہ بے شک وہ شخص سب سے زیادہ بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے آخری رسول پر رحمت، بخشش اور آپ کے فیض کو عام کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر بھی بلند کیا ہے۔ کلمہ طیبہ، کلمہ شہادہ، اذان، اقامت، تکوینی نظام نیز کائنات کے ہر ہر گوشے میں اپنے ذکر کیساتھ ساتھ اپنے محبوب کا بھی ذکر بلند کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"ورفعنا لک ذکرک" ۔(۵۰) اور ہم نے تمھارا ذکر بلند کیا۔

جس کی عمدہ ترین وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے جسے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (م ۷۴ھ) نے روایت کیا ہے کہ آقائے دوجہاں نے فرمایا:

اتانی جبرائیل علیه السلام و قال ان ربک کیف رفعت ذکرک قلتُ اللہ تعالیٰ اعلمؔ قال اذا ذکرتُ ذکرتَ معیٰ۔(۵۱)

Marfat.com

کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ کا رب آپ سے دریافت کرتا ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔اس پر جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ کا ذکر جس طرح بلند کیا گیا اسکی مثال نہیں ملتی۔اس وقت مسلمان پورے کرہ ارض پر آباد ہیں اور کرہ ارض کے کسی نہ کسی حصے پر نماز اور اذان کا وقت ہوتا ہے جن میں محسن انسانیت اور امام الانبیاء ﷺ کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔آپ کا اسم گرامی ذکر کیئے بغیر نماز مکمل ہوتی ہے نہ اذان۔عقیدہ پروان چڑھتا ہے نہ عمل کو سند مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔اسی کی مزید تشریح کرتے ہوئے علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ "اس سے بڑھ کر ارفع ذکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کیساتھ اپنے محبوب کا نام ملایا، حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا اور آپ کو معزز القاب سے یاد کیا"۔(۵۲) جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر درود بھیجا اور اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر بلند کیا یہ ایک عظیم الشان عظمت ہے جو انہیں عطا ہوئی اور یہ رفعت ذکر اور عظمت شان تقاضا کرتی ہے کہ مسلمانوں کے اذھان وقلوب پر انکی عظمت مرتسم ہو اور ان کے نظام فکر میں حب رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھری ہو اور وہ محبت وعقیدت سے چار دانگ عالم میں آپ کے نام کا علم بلند کریں۔

قرآن حکیم نے رسول اللہ ﷺ پر جن بے پناہ ربانی عنایات کا ذکر کیا ہے ان میں

Marfat.com

سے ایک آپ کو خیر کثیر کا عطا ہونا بھی ہے۔ جس کے کئی پہلو ہیں کہ آپ کو حکمت و دانائی عطا ہوئی۔ آپ کو نبوت ورسالت سے نوازا گیا۔ آپ کو صاحب جو امع الکلم اور افصح العرب والعجم بنایا گیا ہے۔ قرآن حکیم نے آپ کو معزز القابات سے مخاطب کیا۔ مسلمانوں کو آپ کی تعظیم وتکریم کا حکم دیا۔ کائنات پر آپ کا رعب طاری کر دیا گیا۔ اور قیامت کے دن آپ کے سر پر شفاعت کا تاج پہنایا گیا اور آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ یہ سبھی امور آپ کو عطا ہوئے جو خیر کثیر کے چند مظاہر ہیں جسے قرآن حکیم ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

انا اعطینک الکوثر ۔(۵۳) بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی۔

یہ خیر کثیر کیا ہے؟ اور قرآنی اصطلاح "الکوثر" سے کیا مراد ہے؟ اس حقیقت کو نامور مفسر علامہ قرطبی محمد بن احمد (م ۶۷۱ھ) نے یوں بیان کیا ہے:

"والعرب تسمی کل شیء کثیرٍ فی العدد، والقدر والخطر کوثراً "۔(۵۴)

جو چیز گنتی میں، قدر و قیمت میں اور ذاتی اہمیت میں بہت زیادہ ہو عرب اسے کوثر کا نام دیتے ہیں۔ اسی طرح علامہ آلوسی نے بیان کیا ہے کہ لفظ" کوثر " کثر سے ماخوذ ہے جو فوعل کے وزن پر اسم مبالغہ ہے اور کوثر کا معنی ہے کہ کسی چیز کا اس قدر وافر ہونا کہ اس کا کوئی اندازہ نہ لگایا جا سکے۔(۵۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور امام الانبیاء کو کوثر یعنی خیر کثیر سے بہرہ ور کیا۔ اس لفظ سے حقیقت میں کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے مراد جنت کی خاص نہر حوض کوثر" ختم نبوت، قرآن

Marfat.com

حکیم، دین اسلام، صحابہ اور امت کی کثرت، رفع ذکر، صفائے باطن، نور قلب وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ہماری رائے میں خیر کثیر کے جو پہلو مفسرین نے ذکر کئے وہ بھی الکوثر سے مراد ہیں اور جو پہلو مذکور نہیں ہوئے وہ بھی مراد ہیں اور یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو خیر کے تمام پہلوؤں سے نوازا ہے اور شر کے تمام مفاہیم سے آپ کو محفوظ رکھا ہے اور یہی مفہوم ہے خیر کثیر کا۔ یہی وجہ ہے کہ الکوثر سے ابن عباس اسماعیل حقی، علامہ قرطبی اور شیخ آلوسی نے خیر کثیر اور تمام دنیوی اور اخروی نعمتیں مراد لی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا کیں یا وہ ودیعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے محبوب کریم کا ذکر بلند کیا اور آپ کو خیر کثیر سے نوازا اسی طرح رب کائنات نے اپنے حبیب کو اجر و ثواب بھی بیحد و حساب عطا فرمایا ہے۔ جس کا ایک پہلو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ اسلام کیلئے جو مشقتیں برداشت کیں اور دینی احکام پر عمل پیرا ہونے کیلئے جو صعوبتیں جھیلیں اللہ تعالیٰ ان کا بیحد اجر و ثواب عطا فرمائے گا، جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اسی طرح عظیم نبی ﷺ کی امت کو بھی بہت زیادہ اجر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ کے افراد کو ایک نیکی کا دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک ثواب کا حقدار قرار دیا گیا ہے اور قرآن حکیم نے یہ موضوع متعدد آیات میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وان لک لاجرا غیر ممنون۔ (۵۶)۔ اور آپ کیلئے یقیناً کبھی نہ ختم ہونیوالا اجر ہے۔

اس آیت سے مراد یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اعمال شاقہ اور کٹھن کاموں کا اجر ان گنت اور بے حساب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اعمال کی نسبت انسانی دلی

Marfat.com

کیفیت اور خلوص کی طرف زیادہ توجہ دیتا ہے۔اس لئے جو اعمال اخلاص قلب کے ساتھ انجام پائیں ان کا اجر وثواب خلوص سے خالی اعمال سے کہیں زیادہ ہوتا ہے اور اس کائنات میں سیدنا محمد ﷺ سے اپنے آپ کے ساتھ کون زیادہ پر خلوص ہو سکتا ہے۔اسی لئے آپ کو کبھی نہ ختم ہونیوالا اجر وثواب ملنے کی نوید دی گئی ہے۔

حُبِّ رسول ﷺ کی تیسری قرآنی بنیاد جن امور پر استوار کی گئی ہے ان میں اللہ اور فرشتوں کا آپ پر درود بھیجنا، آپ کا ذکر بلند ہونا، آپکو خیر کثیر کا عطا کیا جانا اور آپ کے اعمال کا کبھی نہ ختم ہونے والا اجر وثواب شامل ہے۔ یہ ایسے فضائل اور اوصاف حمیدہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہرہ ور فرمایا اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کیلئے رسول کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دینا مسلمانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا غزوہ بدر میں کنکریاں مارنے کو اللہ تعالیٰ کا اپنا کنکریاں مارنا کہنا ایسے امور ہیں جو رضائے الٰہی کے عکاس ہیں اور جس ہستی میں یہ خوبیاں اور اوصاف بدرجہ اتم موجود ہوں اس ہستی سے محبت ہونا ایک طبعی تقاضا اور فطری امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مومنین اپنے آقا و مولا سے سچی، دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کرتے ہیں اور یہ آیات قرآنی اس محبت کیلئے بنیاد فراہم کرتی ہیں۔اس لئے ان آیات پر عمل کرنے کا تقاضا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے پر خلوص اور سچی محبت کی جائے جس کا مظاہرہ انکی اتباع اور اطاعت میں پنہاں ہے اور ادب اس کا پہلا قرینہ ہے۔

قرآن کریم نے محبت رسول کی چوتھی بنیاد یہ فراہم کی ہے کہ محبوب رب العالمین پر اپنی جان، اپنے والدین اور اپنی ہر چیز نچھاور کی جائے اور آپکے ساتھ معاملہ کرتے، بات

کرتے، آپ کی تعلیمات پر عمل کرتے اور آپ کا ذکر جمیل کرتے وقت آپ کا ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے۔ آپکی انتہائی تعظیم وتکریم کی جائے اور آپکی عظمت وشان میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہونے پائے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ "باادب بامراد بے ادب بے مراد"۔ مزید برآں اہل دل نے محبت کے جو قرینے بیان کئے ہیں ان میں ادب کو پہلا مقام حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ جب کسی فرد کیلئے انسانی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے تو اسی وقت دل میں اس کیلئے محبت، چاہت، الفت اور اشتیاق بھی جنم لیتا ہے۔ اور چاہت اور لگاؤ کا لاسلکی اور غیر متناہی رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ اسلام چونکہ ظاہری اعمال پر احکام صادر کرتا ہے اس لئے وہ مسلمانوں کے ظاہری اعمال میں عظمت رسول، احترام رسول، ادبِ رسول اور توقیرِ رسول کے مظاہر دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم نے احترام رسول ﷺ کو مسلمانوں کیلئے محبت کی اساس ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون(۵۷)۔

اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کریم کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ زور سے آپ کے ساتھ باتیں کیا کرو۔ جس طرح زور کے ساتھ تم باہم باتیں کرتے ہو تا کہ تمھارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

سورۃ حجرات کی ابتدائی پانچ آیات ہمیں ادبِ نبوی، آپ کی توقیر وتعظیم اور آپ کے کماحقہ احترام کا درس دیتی ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

Marfat.com

(۱) نبی محتشم ﷺ جب کوئی ارشاد فرما رہے ہوں تو درمیان میں کوئی بات نہ کی جائے بلکہ آپ کے ارشادات خاموشی اور صبر کے ساتھ بغور سنے جائیں۔

(۲) جب آپکی موجودگی میں گفتگو کی جائے تو بلند آواز میں بات نہ کی جائے کہ کہیں امتی کی آواز سید الکونین کی آواز سے بلند نہ ہو جائے۔

(۳) عرب معاشرے میں لوگ ایک دوسرے کو اونچی آواز میں بلاتے تھے۔ مسلمانوں کو خطاب کر کے یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ رسول محترم ﷺ کا معاملہ عام انسانوں سے بالکل مختلف ہے۔ جب آپ کو مخاطب کرنا مقصود ہو تو آپ کے قریب آکر نہایت ادب واحترام تسلی اور وقار کے ساتھ آپ سے بات کی جائے اور آپ کو دوسروں کی طرح ہرگز نہ بلایا جائے ورنہ اعمال کے ضیاع کا خدشہ ہے۔

(۴) رسول اللہ کی خدمت میں حاضری دیتے وقت پست آواز میں گفتگو کی جائے جو افراد آپ کی حیات مبارکہ کے دوران یا اب آپ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر اپنی آوازیں پست رکھتے اور دھیمی آواز میں صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں ان کیلئے انعامات ہیں۔

(۵) یہ انعامات تین قسم کے ہیں۔ ایسے افراد کا دل تقویٰ شعار ہو جاتا ہے، انکی مغفرت کر دی جاتی ہے اور انہیں بلند پایہ اور بڑے اجر سے نوازا جاتا ہے۔

(۶) جب رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں آرام فرما رہے ہوں تو آپ کو آواز دے کر نہ بلایا جائے بلکہ اس وقت تک انتظار کیا جائے جب تک آپ خود باہر تشریف نہ لائیں۔ کیونکہ آپ کو گنواروں کی طرح زور زور سے آواز دینا بے وقوفی اور کم عقلی کی علامت ہے۔

Marfat.com

(۷) جن مسلمانوں کو رسول اکرم ﷺ سے کوئی ضرورت یا کام ہو انہیں چاہیئے کہ وہ صبر سے کام لیں کیونکہ صبر اور تحمل سے کام لینا ہی ان کیلئے بہتر اور انکے مفاد میں ہے۔

(۸) جو لوگ آپ ﷺ کا ادب ملحوظ نہیں رکھتے ان کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

نبی مکرم ﷺ کی تکریم و تعظیم اسلامی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہے اور محبت کے قرینوں میں سے پہلا قرینہ ہے۔ نیز محبوب کی ہر ادا اور ہر چیز پیاری اور محبوب ہوتی ہے۔ اس لئے محبت رسول کا تقاضا ہے کہ ہم آپ کی ہر ہر سنت کو اپنائیں اور اپنا نظام حیات اس طرح مرتب کریں جیسے آپ نے اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعے عملی طور پر ہمیں مرحمت فرمایا۔ آپ کی تمام سنتوں کو زندہ کریں سنت اور بدعت میں تمیز روا رکھیں اور سنت کے احیاء میں پوری پوری کوشش کریں، کیونکہ یہی حب رسول ہے اور قرآن حکیم بھی اسی محبت کا ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا:

یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔(۵۸)

کہ اے ایمان والو! آپ لوگ میرے نبی کو راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو اور ان کی بات غور سے سنو۔

اس آیت مبارکہ میں دو اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں ''راعنا'' یہ ذو معنی لفظ ہے۔ اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ ہماری رعایت فرمایئے۔ چنانچہ صحابہ کرام کو جب نبی پاک کی کوئی بات سمجھ نہ آتی تو اسے دہرانے کیلئے وہ آپ کی خدمت میں عرض کرتے:

اے اللہ کے حبیب "راعنا" آپ ہماری رعایت فرمایئے اور اپنی بات دہرا دیجئے

Marfat.com

یا ہمیں یہ بات پھر سے سمجھا دیجئے۔اس لفظ کا دوسرا مفہوم یہود کی عبرانی زبان میں ہے جس میں گستاخی اور بے ادبی کا پہلو پایا جاتا ہے۔(۵۹) نیز بعض اوقات اہل مکہ اس لفظ کو بگاڑ کر "راعینا" ہمارے چرواہے کہا کرتے تھے اس معنی میں بھی بے ادبی کا پہلو موجود ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو "راعنا" کہنے سے منع فرمایا اور اسکی جگہ "انظرنا" ہماری طرف نظر التفات فرمایئے کہنے کا حکم دیا۔نیز ادب رسول کو اس قدر اہم قرار دیا کہ آپ ﷺ کو اپنی بات بار بار دہرانے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے "واسمعوا" کا حکم دیتے ہوئے مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ آپ کی گفتگو اور ارشادات اس توجہ اور انہماک سے سنیں کہ مبلغ اعظم کو اپنے الفاظ دہرانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔یہی وجہ ہے کہ ابن جریر طبری (۳۱۱ھ) نے کہا کہ ہمارے نزدیک درست بات یہ ہے کہ

" اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ وہ اپنے نبی ﷺ کو ''راعنا'' کہہ کر اپنی طرف متوجہ نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہے کہ اس کے نبی کو اس لفظ سے پکارا جائے " (٦٠)

مندرجہ بالا حقائق سے یہ روشنی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی زیادہ سے زیادہ تعظیم اور احترام کریں۔بلکہ سورہ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی فوز و فلاح کا ایک چار رکنی نصاب مقرر کیا ہے۔اس نصاب کا پہلا رکن ایمان لانا دوسرا رکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم وتکریم کرنا ہے(٦١)۔ گویا ایمان لانے کے بعد مسلمانوں کے ذمے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ مسلمان

Marfat.com

صاحب لولاک ﷺ کی کما حقہ تعظیم وتکریم کرے اور ان کے ادب واحترام میں کسی بھی قسم کی کمی نہ ہونے دے۔ ورنہ دولت ایمان کے فوائد مرتب نہیں ہونگے اور نہ فوز وفلاح نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو شاہد، بشیر، اور نذیر بنا کر اس کائنات میں مبعوث فرمایا اور انسانوں کے لئے اس بعثت کے چار مقاصد متعین فرمائے کہ انسان اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں، اس کے رسول کی عزت کریں، اسکی توقیر کریں اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں (٦٢)۔ ان مقاصد میں "وتعزروہ وتوقروہ" کا تعلق حضرت محمد ﷺ سے ہے کیونکہ مفسرین کرام نے ان دونوں الفاظ کی ضمیریں رسول ﷺ کی طرف راجع کی ہیں۔ اور یہ معنی مراد لیا ہے کہ ان دونوں الفاظ میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور تکریم کا حکم دیا گیا ہے (٦٣)۔ بلکہ اس آیت میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دیگر انسان بھی مخاطب ہیں۔ اس لئے آپ کی تعظیم اور توقیر کا حکم تمام انسانوں کو دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے "باخدا دیوانہ باش با محمد ہوشیار" ان آیات سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ آقا ومولا ﷺ کا انتہائی ادب واحترام کریں۔ آپ کی حیات طیبہ میں بھی اور آپ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی آپ کا ادب واحترام کریں اور ادب محبت کا پہلا قرینہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس لئے قرآن پاک ان آیات کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں میں حب رسول ﷺ کا بیج بوتا ہے جو اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے تن آور درخت بن جاتا ہے اور سعادت نجات اور فوز وفلاح کے ثمرات عطا کرتا ہے۔

Marfat.com

(۵)

ہم سابقہ سطور میں یہ نکتہ بیان کر آئے ہیں کہ انسانوں میں محبت واشتیاق کے جتنے اسباب ومظاہر پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں جمع ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ان میں جلب منفعت ودفعِ مضرت بھی شامل ہے۔اس نکتہ کے ضمن میں جب ہم رسول ﷺ کی شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں تو ان میں یہ امر بھی اپنے بام عروج پر پہنچا ہوا ہے کہ آپ کی تشریف آوری کے وقت پوری انسانیت ضلالت اور گمراہی میں ڈوبی ہوئی تھی۔انسانوں نے رب ذوالجلال کی عبادت ترک کر کے بتوں کی پوجا اپنا رکھی تھی۔انسانیت کا خون بہایا جا رہا تھا اور خواتین کی حیثیت مال تجارت سے زیادہ نہ تھی۔ انسانیت اپنے اعمال وکردار کی وجہ سے جہنم کے دروازے پر دستک دے رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے اپنے آخری نبی کو اس دنیا میں بھیجا جس نے انسانوں کو خدا پرست، انسان دوست، خداترس، اور مہذب بنایا اور انسانوں کو ہر طرح کے عذاب سے بچایا اور انہیں دنیوی سعادت اور اخروی نجات کا حقدار بنایا۔انسانوں کو عذابِ الٰہی سے نجات دلانا ایک ایسا لازوال احسان ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہوسکتا۔ تاہم اس احسان کا تقاضا ہے کہ انسان حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کرے اور ان کی اطاعت اس محبت، الفت، چاہت اور اشتیاق سے کرے کہ ان کے احکام پر عمل کرنے میں کوئی بوجھ یا مشقت محسوس نہ کرے۔انسانیت کو عذاب الٰہی اور غضب خداوندی سے نجات دلانے کا ذکر قرآن

Marfat.com

حکیم نے جا بجا کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وکنتم علی شفا حفرة من النار فأنقذ کم منها۔(۶۴) اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس گڑھے میں گرنے سے بچالیا۔

اس آیت کریمہ میں یہ وضاحت کی جارہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے ذریعے اسلام کا حیات بخش پیغام دیا اس وقت اوس وخزرج اور دیگر لڑنے والے عرب قبائل اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے اور اسلام لانے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دین پر عمل کرنے سے وہ لوگ جہنم کی آگ سے نجات پاسکے۔ جس طرح رسول اللہ نے یوم حنین کے بعد مسلمانوں کو یوں مخاطب اور متوجہ کیا تھا:

یا معشر الانصار! الم یجد کم ضلا لا فهد اکم الله لی، و کنتم متفرقین فأ لفکم الله بی، وعالکم فاغنا کم الله بی. کلما قال شیأ قالو الله و رسول الله۔ امن (۶۵)

اے گروہ انصار! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو گمراہی پر نہیں پایا اور اس نے آپ کو ہدایت دی۔ آپ لوگ گروہوں میں بٹے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے آپ لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت ڈال دی۔ آپ لوگ تہی دست تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے آپ کو غنی کر دیا۔ جب انہوں نے کوئی بات کہی یہی کہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں امن وسلامتی فراہم کی۔

اس آیت کریمہ میں اوس وخزرج کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً یہ خبر دی گئی کہ انسانیت دوزخ کے کنارے کھڑی تھی اور کسی وقت بھی جہنم کا ایندھن بن جاتی۔ لیکن

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو ان میں مبعوث فرمایا اور اس رحمت للعالمین کے ذریعے سے انسانیت کو بت پرستی ، باہم جنگوں ، بداعمالیوں اور ان کی بداخلاقی سے انہیں نجات دلائی اور اس دنیا میں سعادت اور فوز وفلاح سے نوازا اور آخرت میں جنت اور اسکی نعمتوں کا حقدار بنایا۔

ایک اور قرآنی آیت ہمیں بتاتی ہے کہ اسلامی شریعت ایک تسلسل سے عبارت ہے اور پچھلی شریعتوں میں انسانوں پر جو سختیاں قائم تھیں محمدی شریعت میں انھیں دور کر کے مسلمانوں کو آسانیاں فراہم کی گئیں۔ مثلاً شریعت موسویؑ میں اگر کسی کپڑے پر پیشاب یا نجاست گر جاتی تو کپڑے کا وہ حصہ کاٹ کرنا قابل استعمال قرار دیا جاتا۔ ایام ماہواری میں عورت کیساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا ممنوع تھا۔ مال غنیمت استعمال نہیں ہوسکتا تھا بلکہ اسے اکٹھا کر کے جلا دیا جاتا تھا۔ قاتل کو قتل ہی کیا جاتا تھا اور دیت کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔ ہفتہ کے دن ہر دنیوی کام کی ممانعت تھی۔ جبکہ محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کی آمد سے ان امور میں تخفیف اور نرمی کی گئی۔ ناپاک کپڑا دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ایام ماہواری میں بیویوں سے ہم بستری کے علاوہ دیگر تمام امور جائز ہیں۔ مال غنیمت کو استعمال کرنے کی عام اجازت ہے۔ بلکہ اس کے احکام قرآن حکیم نے بیان کئے ہیں۔ قاتل کے ورثاء دیت لے کر قاتل کو معاف کر سکتے ہیں۔ ہفتے کے تمام دن اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اس لئے اسی کی ہدایت کے مطابق گذارے جاتے ہیں۔ اس لئے ہفتے کے تمام دنوں میں مسلمانوں کو کام کرنے کی اجازت ہے۔ یہ وہ امور ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

ویضع عنهم اصرهم والأغلال التی کانت علیهم۔(٦٦)

اور وہ ان کا بوجھ اتارتا ہے اور انکی جکڑی ہوئی زنجیریں کاٹ دیتا ہے۔

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کی گئی ہیں۔جن کی صفت رحمۃ للعالمین سے مسلمانوں کو خصوصاً اور انسانیت کو عموماً انسانوں کی غلامی (٦٧)، ذات پات، انسانی استحصال اور عدم مساوات سے نجات ملی اور نہ صرف انسانوں کو دوزخ سے چھٹکارا حاصل ہوا بلکہ انسان بطور انسان محترم قرار پایا اور آزاد ہوا۔

عیسائیت کے عقیدے کے برعکس اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر انسان پیدائشی طور پر گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔تاہم بھول، غلطی اور گناہ اس کے خمیر میں شامل ہوتے ہیں۔اس لئے وہ ان چیزوں کا ارتکاب کرتا ہے۔سابقہ ادیان میں انسانوں کے جرموں اور گناہوں کی معافی صرف اگلی دنیا میں ہوتی تھی۔اور اس دنیا میں ان جرموں سے گلوخلاص کا کوئی نظام موجود نہیں تھا۔جبکہ رحمت عالم ﷺ کی ذات کی وجہ سے انسانوں کا یہ مسئلہ بھی حل ہوا۔چنانچہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

ولو انهم اذظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (٦٨)۔

”اور اگر یہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور وہ اللہ سے مغفرت کی درخواست کرتے اور رسول کریم بھی ان کیلئے مغفرت طلب کرتے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو بہت بخشنے والا اور بہت مہربان پاتے“۔

یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ اگر گنہگار انسان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوں اور آپ

Marfat.com

ﷺ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ایسے لوگوں کو یقیناً معاف فرما دیتا ہے۔ چنانچہ تاریخ گواہ کہ عہد رسالت سے لیکر آج تک لاتعداد لوگ اس فیض نبوی سے فیض یاب ہوئے اور تا قیامت فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ اہل دل اور اہل نظر لحہ بہ لحہ اس فیضان نبوی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور فیضان نبوی انکی زندگیوں میں شامل ہوتا رہتا ہے۔

امام قرطبی نے حضرت علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ (م ۴۰ھ) سے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ کے وصال کے تین روز بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا وہ فرطِ غم سے نڈھال تھا لیکن وہ مزار اقدس پر گرا اور خاک پاک کو اپنے سر پر ڈال کر عرض کرنے لگا، اے اللہ کے رسول جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نے سنا۔ جو کچھ آپ نے اپنے رب سے سیکھا وہ ہم نے آپ سے سیکھا۔ اور اسی میں یہ آیت "لو انهم اذ ظلموا" (اگر وہ جب خود پر ظلم کریں) بھی شامل تھی۔ میں نے اپنی جان پر بے انتہا ستم ڈھائے ہیں اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ سراپا رحمت وشفقت ہیں آپ میری مغفرت کے لئے دعا فرمائیے۔ "فنودی من القبر اَنَّهَ قد غفر لک" (۶۹) تب روضہ اقدس سے آواز آئی کہ تیرے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ آج بھی مسلمانوں کے پاس وہ انوار تجلیات اور مغفرت عاصیاں کا مرکز موجود ہے، جہاں حاضری نہ صرف گناہوں کی معافی، روحانی بالیدگی اور قلبی طمانینت کا موثر ترین ذریعہ ہے بلکہ "بین منبری وروضتی روضة من ریاض الجنة" میرے منبر اور روضہ اطہر کے مابین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ کے مصداق مدینہ

الرسول ایک جنت نظیر مقام ہے۔ وہاں حاضری دے کر مسلمان روحانی سکون حاصل کرتا ہے اور اپنے گناہوں اور غموں کا مداوا پاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرآن حکیم اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ رحمت عالم ﷺ کی اپنے روضہ اقدس میں موجودگی انسانوں اور مسلمانوں کو قہر خداوندی، غضب ربانی اور عذاب الٰہی سے محفوظ رکھتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وما کان اللہ لیعذبهم وانت فیهم "(۷۰) اور اللہ تعالیٰ انھیں عذاب نہیں دیتا کہ آپ ان میں موجود ہیں۔

اس مژدہ جانفزا کو قرآن حکیم کی روشنی میں یوں سمجھا جائے، کہ یہ سنت الاھیہ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی موجودگی میں ان کی نافرمان اقوام کو کبھی عذاب نہیں دیا۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کسی قوم کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا تو پہلے وہ اپنے انبیاء کو اس دنیا سے واپس بلا کر ان کی نبوت کو تمام کرتا اور بعدازاں اللہ تعالیٰ نافرمان اقوام کو عذاب میں مبتلا کرتا۔ چونکہ ختم نبوت کے حامل اور نبی انسانیت ہونے کے حوالے سے محمد رسول اللہ کی نبوت و رسالت تا قیامت باقی رہے گی۔ اس لئے آپ کی موجودگی کی وجہ سے امت محمدیہ علیہ التحیہ والثناء رہتی دنیا تک ہر قسم کے عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس آیت کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (م ۶۸ھ) کا قول ہے: " کان فیهم امانان النبی ﷺ والاستغفار (۷۱)۔ کہ امت محمدیہ کو دو امانتیں حاصل ہو رہی ہیں "نبی کریم ﷺ اور استغفار" اور استغفار بھی رسول کریم ﷺ کی ضمانت اور سفارش سے درجہ قبولیت کو پہنچتی ہے

Marfat.com

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ تو نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی اس امر کی دلیل ہے کہ جب تک ملت اسلامیہ قائم ہے وہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گی کیونکہ حضرت محمد ﷺ کی شخصیت اُن میں موجود ہے۔ دنیا اور آخرت کے عذاب سے خلاصی اور محسن انسانیت کی سفارش پر جرموں، خطاؤں اور گناہوں کا معاف کیا جانا ایک احسان عظیم ہے اور یہ ایک اتنا بڑا عطیہ اور تحفہ ہے کہ اس کے حصول کے ساتھ ہی مسلمانوں کے دلوں میں حُبِّ رسول کا سمندر موجزن ہو جاتا ہے اور وہ دل وجان سے آپ کو عزیز رکھتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا امت محمدیہ کو عذاب سے نجات دلانا احسان عظیم ہے اور مسلمانوں کی حُبِّ رسول میں سرشاری اس احسان کا ایک ادنیٰ اظہار ہے۔ نیز آقائے انس وجاں نے مسلمانوں کو یہ سبق دیا ہے:

" تھادّوا تحابّوا " (۷۲)۔ کہ باہم ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو، ایسا کرنے سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے بھی قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلمان اپنے رسول محتشم سے بے پناہ اور بے لاگ محبت کرتے ہیں۔

اگر کوئی شخص آپ کے ساتھ عمدہ سلوک کرے آپ کی تکلیف دور کرے آپ کو سکون وراحت فراہم کرے اور ہمیشہ سردی گرمی میں مصیبت وراحت میں موافق ونا موافق حالات میں کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑے تو آپ کے دل میں اس کے لئے محبت کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے اور انسان ہونے کے حوالے سے اس کیلئے احترام اور عظمت کا دل ودماغ پر چھا جانا بھی ایک قدرتی بات ہے۔ جبکہ سرور کائنات اور فخر موجودات کا رشتہ مسلمانوں کے ساتھ انتہائی مضبوط اور گہرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آپ سے

لازوال محبت کے داعی ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (۷۳)۔ بے شک تم میں سے ایک عظیم رسول تمھارے پاس تشریف لائے۔ تمھارا مشقت میں پڑنا اس پر گراں گذرتا ہے وہ تمھاری بھلائی کیلئے شدید خواہش مند ہے اور مومنوں کیساتھ بڑی مہربانی کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں رسول کریم ﷺ کی انسانوں سے عمومی اور مسلمانوں سے خصوصی شفقت، محبت اور عنایت بیان کی جارہی ہے کہ یہ عظیم الشان رسول دو چیزوں کو شدت سے محسوس کرتا ہے کہ اگر وہ انسانوں کو مشقت، مشکل یا دقت میں مبتلا پائیں تو یہ صورت حال ان کے دلِ اطہر پر بہت گراں گذرتی ہے اور آپ جلدی سے انسانوں کو اس مشکل سے نجات دلانے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں پر تو ان کی خاص عنایات ہیں۔ وہ ان پر شفقت بھی فرماتے ہیں اور رحمت بھی۔ مقصد یہ ہے کہ سرکار دو عالم اپنے پیروکاروں پر دلی شفقت بھی فرماتے ہیں اور انہیں ایسے ہی عملی احکام بھی عطا فرماتے ہیں جو وہ بغیر کسی مشقت یا دقت کے بآسانی بجالائیں۔ بلکہ بعض احادیث میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں مسلمانوں کو مشقت سے بچانے کیلئے، مسلمانوں کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم نہیں دیتا اور مسلمانوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے ان پر استطاعت حاصل ہونے پر ہر سال نہیں بلکہ میں نے پوری عمر میں ان کے لئے ایک ہی بار حج کرنا فرض کیا ہے۔ اسی طرح آپ

Marfat.com

مومنوں سے انکی مشقت اور تکلیف دور کرنے کیلئے ہمیشہ خواہش مند رہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

الا وانی آخذ بحجزکم ان تھا فتوافی النار کما تھافت الفراش والذباب (۷۵)۔

میں آگ میں پڑنے سے بچانے کے لئے آپ کو اسی طرح پکڑتا ہوں جیسا کہ مکھی اور مچھر کو کھانے میں گرنے سے روکا جاتا ہے۔

گویا رسول اللہ ﷺ کی رحمت وشفقت کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنی امت کو پکڑ پکڑ کر جہنم کی آگ اور تپش سے بچاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا جہنم جانا آپ کو رنجیدہ کر دیتا ہے۔ اس شفیق اور مہربان رسول معظم ﷺ سے محبت ہونا قرآنی ضرورت بھی ہے اور عقلی تقاضا بھی۔ قرآن حکیم نے نبی محتشم کی مومنوں پر شفقت اور عنایت کو ایک اور بلیغ انداز میں بھی واضح کیا ہے۔ چنانچہ قرآنی آیت ہے:

النبی اولی بالمومنین من انفسھم (۷۶)۔ کہ نبی کریم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جس طرح ایک مومن اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اپنے لئے خیر خواہی، اصلاح احوال اور فلاح دارین کا اہتمام کرتا ہے۔ نیز اپنی عزت خوشحالی اور برتری کا سامان کرتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ اس سے کہیں زیادہ ان امور کا اس کیلئے اہتمام فرماتے ہیں۔ اس باب میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: کوئی

Marfat.com

ایسا مومن نہیں جس کا میں دنیا اور آخرت میں والی نہیں۔

اگر چاہو تو پڑھو: **النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم.**

اور اگر کوئی مومن وفات پائے اور اپنے پیچھے مال چھوڑ جائے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کے وارث ہونگے اور اگر مومن قرضہ چھوڑ کر مرے یا جو مومن کوئی قرض یا نقصان چھوڑ جائے، تو اس کا معاملہ میرے پاس لائیں میں اس کا والی ہوں (۷۷)۔

ان دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ رسول رحمت کی شفقتوں اور عنایات کا کوئی شمار نہیں اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ شفقت محمدی ﷺ سے فائدہ اٹھائے۔ ان سے دل وجان سے محبت کرے اور ان کی کامل اتباع کرے۔ اس سلسلہ میں حضرت سھل بن حنیف الانصاری رضی اللہ عنہ (م۔ ۳۸ھ) کا قول ہے کہ:

من لم یر نفسه فی ملک الرسول ولم یرولایته علیه فی جمیع احواله لم یذق حلاوة سُنّة (۷۸)۔

جو شخص اپنے کو حضور ﷺ کا غلام نہ سمجھے اور حضور ﷺ کی حکمرانی کو اپنے تمام حالات میں لازم قرار نہ دے۔ اس نے سنت کی مٹھاس کا ذائقہ چکھا ہی نہیں۔

چونکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہماری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں ہماری مشکل ان پر گراں گذرتی ہے اور مسلمانوں پر حد درجہ شفیق اور مونس وغم گسار ہیں۔ جس کا تقاضا ہے کہ مسلمان آپ سے مخلصانہ محبت کریں۔ جبکہ حب رسول کا عملی مظاہرہ ان کی اطاعت وپیروی سے ہوتا ہے۔

حب رسول ﷺ کی ساتویں اہم بنیاد یہ ہے کہ مسلمانوں کو قرآن حکیم نے انتہائی

Marfat.com

تاکید کے ساتھ اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا ہے۔ اصحاب علم و دانش اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سلسلہ نبوت و رسالت کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ نبیوں اور رسولوں کو ہدایت کا جو سامان فراہم کیا ہے انسان اس پر عمل کرے۔ انبیاء علیہم السلام کو اس ہدایت کا عملی نمونہ سمجھ کر انکی پیروی کرے اور ان کے پیغامِ ہدایت پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ یہی افہام و تفہیم اور عملی یگانگت رسولوں اور ان کے پیروکاروں میں محبت، الفت اور چاہت کے لازوال رشتے قائم کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے جابجا: "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا حکم دے کر مسلمانوں کو اس امر کا پابند بنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو احکام عطا فرمائے ہیں۔ انکی پیروی اسی وقت درست اور لائق ثواب قرار پائے گی جب احکام ربانی پر عمل اسی طرح کیا جائے جیسے نبی آخرالزماں ﷺ نے ان احکام پر عمل کر کے ہمیں دکھایا۔ بصورت دیگر نہ اطاعت رسول ہوگی اور نہ اطاعت الٰہی۔ سالارِ انبیاء ﷺ رئیس المومنین بھی ہیں۔ اس لئے قرآن حکیم جب بھی ان کی اطاعت کا حکم دیتا ہے تو وہ اطاعت مشروط ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم نے ہی آپ کے بارے میں یہ دوٹوک فیصلہ دیا ہے کہ: وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ (۷۹)۔ اور وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے مگر وہی جو انکی طرف وحی کی جاتی ہے۔

چونکہ محدثین کرام نے وحی کو جلی اور خفی یا وحی متلو اور وحی غیر متلو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ اس لئے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ دونوں وحی کا حصہ ہیں اور ان میں وارد

Marfat.com

احکام کی اطاعت مسلمانوں پر غیر مشروط طور پر واجب ہے اسی لئے جو احکام قرآن وسنت سے ثابت ہیں ان تمام پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے واجب ہے۔ وہ ان میں سے کوئی انتخاب نہیں کر سکتے اور نہ ہی چند احکام پر عمل اور چند احکام کو ترک کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: وما اتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا (۸۰)۔

اور رسول کریم جو آپ کو عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمھیں روکیں اس سے تم رک جاؤ۔

اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مکمل، غیر مشروط اور بلا چون وچرا اطاعت کریں۔ اور ایسی حقیقی اطاعت اسی وقت ممکن ہے جب مسلمانوں کا دل حبِ رسول سے لبریز ہو۔ انہیں انسانیت کا اصلی نجات دہندہ اور اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ خلیفہ تسلیم کیا جائے اور آپ کی شریعت کو شریعت ایزدی اور انسانی کامرانی کی اولین کلید مانا جائے۔ خالق کون ومکان اور رب العالمین ہونے کی بنا پر انسانوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بلا چون وچرا اطاعت کریں۔ لیکن قرآن حکیم اس کے برعکس بیان کرتا ہے کہ اطاعت رسول کے بغیر اطاعتِ الٰہی ممکن ہی نہیں کیونکہ قرآن اگر نظریہ ہے تو اسکی عملی شکل اسوۂ رسول ہے۔ اور اگر قرآن اصول عطا کرتا ہے تو سنت مطہرہ اسکی تفاصیل اور عملی منہج اور اس کا منشائے خداوندی متعین کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے اپنے مخاطبین کو یہ بھی حکم دیا ہے: من یطع الرسول فقد اطاع الله (۸۱)۔

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔

یہ آیت اس باب میں قطعیت کا درجہ رکھتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کی عبارۃ النص بتا رہی

ہے کہ اطاعت رسول ہی درحقیقت اطاعت الٰہی ہے اور اطاعت رسول کے بغیر اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ممکن ہی نہیں ہے۔کوئی بھی عقل ودانش والا انسان قرآنی احکام پر اسوہ حسنہ کے بغیر عمل کرنے کی جسارت نہیں کرسکتااور اطاعت کیلئے دل میں قدر ومنزلت اور جذبہ محبت کا ہونا ضروری ہے بصورت دیگر انسان اور حیوان میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔یہی وجہ ہے کہ جولوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کی نافرمانی کرتے ہیں انہیں گمراہ قرار دیا گیا ہے اور جہنم ان کا ٹھکانا ہوگا۔اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں پر مسلمانوں کو من وعن عمل کرنا ہوگا اور انہیں فیصلوں میں سے انتخاب یا ان کی نافرمانی کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ محبت بھی محبوب کی تمام اشیاء سے ہوتی ہے۔

انسانی زندگی کا اولین مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے اور اسی رضائے ربانی کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بنائی،انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا،اسکی ہدایت اور رہنمائی کیلئے انبیاء اور رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔اس پورے سلسلے کے باوجود قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ رضائے الٰہی کے حصول کا راز اتباعِ رسول میں مضمر ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　اور خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم(۸۳)

فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور وہ تمھارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ حب الٰہی کا دعویٰ کسی دلیل کے بغیر قبول نہیں ہوتا اور اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول کی غیر مشروط اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔ اس آیت کا ایک منشاء یہ بھی ہے کہ حامل قرآن اور ھادی انس وجان ﷺ کی اتباع صرف اعمال وافعال تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ عقائد میں بھی رسول ﷺ کی اتباع ہی عقیدہ توحید کی درستگی کی ضمانت ہوگی اور محبتِ خداوندی بھی وہی معتبر اور باعث ثواب ہوگی جو نبی آخرالزماں سے ثابت ہو وگرنہ حبِ الٰہی میسر آئے گی نہ ہی مغفرت وبخشش کی کوئی سبیل پیدا ہوگی۔ اس لئے رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اس کے رسول ﷺ سے محبت کیجئے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت، گناہوں کی مغفرت اور جرموں کی معافی کا خواستگار ہے تو یہ دولت صرف اور صرف اطاعتِ رسول ﷺ سے ہی حاصل کی جا سکتی ہے جبکہ اطاعت رسول کا دوسرا نام ہے حُبِّ رسول ﷺ۔ اس لئے منطقی نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ قرآن حکیم حُبِّ رسول کی ناقابل انکار بنیادیں فراہم کرتا ہے اور ان بنیادوں کی روشنی میں سید الانبیاء ﷺ سے محبت کر کے ہی رضائے الٰہی حاصل کی جا سکتی ہے یہی حبِ رسول مغفرت اور فوز وفلاح کی کلید ہے اور محبت رسول کا دامن تھام کر ہی قیامت کے دن شفاعت کی امید کی جا سکتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کو یہ عالی مقام اس لئے بھی حاصل ہے کہ آپ نے انسانوں کو دستور حیات عطا کیا۔قرآن وسنت کی شکل میں اسلامی شریعت فراہم کی۔شریعت کا تعلق حلال وحرام سے ہوتا ہے بلکہ شریعت احکام کے اس مجموعے سے عبارت ہوتی ہے جو کائنات کی اشیاء کو جائز اور ناجائز کی نظر سے دیکھتی ہے اور انسانوں کے لئے ان کی حلت وحرمت کا تعین کرتی ہے۔اس باب میں حضرت محمد ﷺ کو ایک یکتا مقام حاصل ہے۔کیونکہ اشیاء کی حلت وحرمت کا حقیقی اختیار تو اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہوتا ہے البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کا کچھ حصہ اپنے حبیب اور محسن انسانیت ﷺ کو عطا کر رکھا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

و یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث (۸۴)۔

اور پاک چیزیں وہ ان کے لئے حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں وہ ان کیلئے حرام قرار دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں نبی اکرم ﷺ کی عظمت اور فضیلت کئی پہلوؤں سے اجاگر کی جارہی ہے

(ا)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو یہ وجدان عطا کر رکھا ہے کہ وہ اس کائنات کی اشیاء کے نفع ونقصان سے واقف ہیں۔اس لئے وہ مفید اشیاء کو مسلمانوں کے لئے حلال قرار دیتے ہیں اور مضر اشیاء کو حرام گردانتے ہیں

(ب)۔ مخاطبین قرآن کے پاس حلال وحرام کا کوئی معیار یا نظام قائم نہیں تھا۔اس آیت میں حضرت محمد ﷺ کو حتمی اور آخری معیار قرار دے کر ان کے ذریعے سے

Marfat.com

اسلامی شریعت کا حلال وحرام کا ایک مربوط اور مضبوط نظام فراہم کیا گیا

(ج)۔ عرب معاشرے کے افراد اپنی مرضی کے کچھ امور کو حلال اور کچھ کو حرام قرار دے لیا کرتے تھے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ کے فراہم کردہ حلال وحرام پر بھی وہ عمل نہیں کیا کرتے تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک شخص کو نمونہ بنادیا کہ یہ انسان کامل جس چیز کو حلال کہے وہ حلال ہے اور جسے حرام بتائے وہ حرام ہے۔

(د)۔ اشیاء کو حلال وحرام قرار دینا کوئی سھل اور چھوٹا کام نہیں ہے کیونکہ اسی پر ثواب وعذاب اور جنت وجہنم میں داخل ہونے کا انحصار ہے۔ اور اسی نظام پر عمل کرکے کوئی فرد شقی یا سعید بن جاتا ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس عالی منصب پر فائز کیا اور آپ کے ذریعے سے اشیاء کی حلت وحرمت متیعن کرائی۔ یہ اس قدر عظیم منصب ہے کہ ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کے لئے یہ نمونہ کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیا ہے۔ تاہم اس آیت کے فراہم کردہ حلال وحرام کے نظام میں یہ حقیقت بھی مضمر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے سے جو چیز بھی حلال کی ہے وہ انسانوں کے لئے مفید اور ان کی صحت وتندرستی کے لئے نہائت موزوں ہے۔ اور جو چیز حرام قرار دی گئی ہے وہ اس کے لئے نقصان دہ ہے اور اس میں انسان یا اس کے دین کے لئے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اس آیت کے ذریعے ختم المرسلین ﷺ کو جو ارفع واعلیٰ منصب عطا ہوا وہ کسی اور کو میسر نہیں آیا اور اس اعلیٰ منصب کا تقاضا ہے کہ انسان آپ کو عزیز جانیں، مسلمان آپ

Marfat.com

سے گہری قلبی محبت کریں کیونکہ وہ اس کائنات کی اشیاء کے فوائد ونقصانات سے آگاہ نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے سے ان امور سے انہیں مطلع کیا۔ نیز اسی حلال وحرام کی پیروی انہیں نیکوکار یا بدکار بناتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیابی یا ناکامی کی کلید ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم نے اس آیت میں آپ کو نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والے کے عظیم الشان لقب سے بھی یاد کیا ہے۔

قرآن حکیم کی آیات میں غور وخوض کرنے سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ صاحبِ لولاک ﷺ نے حلت وحرمت کا جو نظام قائم کیا ہے وہ بے مقصد نہیں ہے۔ ہر ہر حلال اور ہر ہر حرام اپنے اندر مقصدیت سموئے ہوئے ہے۔ چنانچہ ہمیں قرآن بتاتا ہے کہ:

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم (۸۵)۔ (اے نبی) آپ ان کے مالوں سے صدقہ وصول کیجئے تاکہ اس ذریعے سے آپ انہیں پاک کریں اور بابرکت بنائیں اور ان کے لئے دعا کیجئے بے شک آپ کی دعا ان کے لئے باعث طمانینت ہے۔ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسر قرطبی رقم طراز ہیں۔

والاجودان تكون المخاطبة للنبی ﷺ، فانك تطهرهم وتزكيهم بها (۸۶)۔ اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس جگہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہو کہ آپ یقیناً انہیں پاک کرتے اور انہیں بابرکت بناتے ہیں۔

اس آیت میں منصب نبوت کی ایک اور صفت مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نہ صرف

انسانوں کو ان کے گناہوں، جرموں، خطاؤں اور غلاظتوں سے پاک کرتے ہیں بلکہ وہ ان کے اموال کو بابرکت بھی بنادیتے ہیں بلکہ اپنی دعاؤں کے ذریعے سے آپ انسانون کو سکونِ قلب جیسی لازوال نعمت سے بھی مالا مال فرماتے ہیں۔ چنانچہ اہل معرفت کی رائے ہے کہ جو اصحابِ ثروت نبی کریم ﷺ کے ذریعے سے صدقہ اور خیرات دیتے ہیں۔ وہ ہر طرح کے سکونِ قلب سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ ان تمام پاکیزگیوں کے حصول اور سکونِ قلب پانے کے بعد ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ سے مخلصانہ اور بے لاگ محبت کرے۔ ان کے نظامِ حلال وحرام پر عمل کرے اور سنت مطہرہ کے احیاء کے لئے ہر وقت کوشاں رہے۔

خاتم الانبیاء ﷺ صرف قانون دہندہ یا شریعت دینے والے ہی نہیں تھے کہ آپ کا فیضان آپ کے پیروکاروں تک محدود رہتا۔ بلکہ نبی انسانیت ہونے کے سبب آپ کی تعلیمات پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہیں۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ اس کائنات میں بہت سے انسان ایسے ہیں جو کسی دین مذہب، دھرم یا الہامی نظام حیات پر یقین نہیں رکھتے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اخلاقیات پر ایمان رکھتے ہیں اور نظام اخلاق کو فرد، جماعت اور معاشرے میں نافذ کرنے کے مبلغ اور داعی ہیں۔ چنانچہ ان کی رائے ہے کہ اخلاق ایک ایسا مضبوط اور مربوط نظام فراہم کرتے ہیں جن پر عمل کرکے انسانی معاشروں سے برائی کو ختم کیا جاسکتا ہے اور اچھائی کو فروغ دیا جاسکتا ہے اور اخلاق کے ذریعے صالح معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ اسلام اور نظام اسلام صرف اخلاق تک محدود نہیں بلکہ وہ حقوق وفرائض کا ایک مستحکم نظام دیتا ہے اور عقائد، اعمال

Marfat.com

اور معاملات کے بعد اخلاق کا درجہ متعین کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ کو اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز کیا تاکہ لا مذہب اور دہریے افراد بھی آپ کی شخصیت سے مستفیض ہو سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و انک لعلی خلق عظیم (۸۷)۔ اور یقیناً آپ اعلیٰ اخلاق سے متصف ہیں۔

خلق انسان کے اس ملکہ اور استعداد سے عبارت ہے جو انسان کو عمدہ کام کرنے اور اچھی عادات اپنانے کی طرف مائل کرے اور انسان میں نیکی کا ایسا شعور اجاگر کرے کہ اس سے اچھے کام بسہولت انجام پائیں (۸۸) اور انہیں بجالانے کے لئے اس تکلف سے کام لینے کی نوبت پیش ہی نہ آئے۔ جس طرح دیکھنا، سننا اور سونگھنا انسان سے بلا تکلف صادر ہو جاتا ہے اسی طرح شجاعت، سخاوت، حیا، حق گوئی اور تقویٰ بھی انسان سے بلا تکلف صادر ہوں۔ چنانچہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صار امتثال القرآن سجیۃ لہ وخلقا ترک طبعہ الجبلی، فمھا امرہ القرآن فعلہ و مھمانھاہ عنہ ترکہ ھذامع ما جبلہ اللہ علیہ من الخلق العظیم (۸۹)۔

قرآن حکیم کے احکام پر عمل کرنا آپ کی عادت اور اخلاق بن چکا ہے آپ نے اپنی طبعی چیزوں کو ترک کر دیا تھا۔ جس کام کا قرآن حکیم نے حکم دیا وہ آپ بجالائے اور جس کام سے قرآن نے منع کیا اسے آپ نے ترک کر دیا۔ آپ کو اسی جبلت پر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور خلق عظیم سے نوازا۔

یہی وجہ ہے جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (م ۵۸ھ) سے آپ کے

Marfat.com

اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے بلاتوقف فرمایا:

و کان خلقه القرآن ۔ کہ قرآن حکیم آپ کے اخلاق کا مظہر و محور ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات تلاوت کر کے کہا یہی آپ کے اخلاق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر طرح کے ظاہری اور باطنی اوصاف و محاسن سے متصف تھے اور آپ میں وہ تمام فضائلِ اخلاق بیک وقت موجود تھے جو سابقہ انبیاء کو ایک ایک کر کے عطا ہوئے تھے۔ نیز یہی وجہ ہے کہ آپ اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں اور آپ کے اخلاق کی بلندیوں کو کوئی نہیں چھو سکتا۔

اس کے باوجود قرآن حکیم نے خذالعفو وامر بالعرفِ واعرض عن الجاهلين (۹۰) کی طرف آپ کو متوجہ کیا کہ آپ معافی کو شعار بنایئے، نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے روگردانی فرمایئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمانہ اس قرآنی آیت کا عملی نمونہ تھے۔ کیونکہ جس نے بھی آپ پر ظلم یا زیادتی کی آپ نے اسے معاف کر دیا (۹۱) اور اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ اخلاق کے اس کھرے معیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

ان من احبکم الّی واقربکم منی مجلسا یوم القیامۃ احاسنکم اخلاقا۔

میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجلس میں میرے قریب ترین وہ افراد ہونگے تم میں سے جن کے اخلاق بہت اچھے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہم قرآن حکیم کے احکام پر عمل کریں۔ رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کے اخلاق حمیدہ اپنائیں تا کہ قیامت میں ہمیں رحمت للعالمین کا قرب نصیب ہو۔ نیز آپ کے اخلاق سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ ہم آپ سے سچی اور حقیقی محبت کریں کیونکہ انسان کا حشر اسی فرد کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ اگر نبی مکرم اور رسول محتشم ﷺ سے ہم محبت کریں گے اور ان سے اپنا دلی تعلق استوار رکھیں گے تو ہماری اگلی زندگی شافع محشر ﷺ کے ساتھ ہوگی اور اگر ہم نے آپ سے محبت نہ کی اور آپ کی تعلیمات اور اخلاق کریمانہ کو پس پشت ڈال دیا تو ہمارا حشر بھی غیر مسلموں کے ساتھ ہوگا۔ رسول رحمت ﷺ سے ہم اس لئے بھی محبت کرتے ہیں کہ آپ نے نہ صرف قرآن وسنت کے ذریعے سے اسلامی شریعت فکری اور نظری طور پر فراہم کی بلکہ اسلامی شریعت کے تمام احکام پر عمل کر کے دکھایا اور ہمیں ایک کامل نمونہ یعنی اسوۂ حسنہ دیا۔ جس کی رو سے ایک طرف آپ نے شرعی احکام کا عملی نمونہ پیش کیا تو دوسری طرف آپ نے یہ لازوال سچائی ثابت کی کہ شریعت حقہ کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو انسانوں کے لئے قابل عمل نہ ہو۔ اسی سچائی کو اجاگر کرنے کے لئے رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة۔(۹۲) بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

اسلام محض فلسفہ یا نظریہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظام حیات ہے۔ جو انسانی زندگیوں پر نافذ ہوتا ہے اور اسی ضابطہ حیات پر عمل کرنے کا نام مسلمانی ہے جو اس کرہ عرض کے کروڑوں انسانوں کو عمل اور عملیت میں ڈھالتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جل مجدہ نے صرف قرآن

Marfat.com

نازل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ایک عملی نمونہ (Role Model) یا عملی ہدایت نامہ (Practical Manual) بھی فراہم کر دیا اور قرآن حکیم نے اس آیت میں اس ارفع و اعلیٰ ہستی کی نشاندہی بھی کر دی اور خود رسول کریم ﷺ نے بھی تمام قرآنی احکام پر اپنی زندگی میں عمل کر کے دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی احکام آج بھی قابلِ عمل ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور کامل شخصیت میسر ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو دو عظیم فوائد حاصل ہوئے۔ ان میں سے ایک کا تعلق دین کی تکمیل سے ہے جس کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نزولِ قرآن اور آپ کے اسوہ حسنہ کے حوالے سے مکمل ہوا۔ اور آخر کار قرآن حکیم نے اعلان کیا کہ آج کے دن میں نے آپ کا دین مکمل کر دیا۔ (۹۳) آپ پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام آپ کے لئے دین کے طور پر قبول کر لیا۔ اس اسوہ طیبہ کا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے پوری قوت سے اعلان کیا: **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** (۹۴)۔

وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ اس دین کو دیگر تمام ادیان پر غالب کر دے۔ اس آیت کریمہ میں **لیظھرہ علی الدین کلہ** کا مطلب یہ ہے کہ سابقہ شریعتیں منسوخ ہوئیں۔ اسلام کے علاوہ دیگر الہامی ادیان اپنا وقت پورا کر چکے اور غیر الہامی مذاہب کے لئے اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دینِ حق اسلام جلوہ گر ہو چکا ہے۔ جس کا عملی مظاہرہ تاریخ میں ثابت ہے۔ اس آیت کا ایک منشا یہ بھی ہے کہ اسلام ہی دین غالب ہے اور وہ

Marfat.com

وقت دور نہیں جب یہ انسانوں کا پہلا دین ہوگا۔ آج اگرچہ اپنے پیروکاروں کی تعداد کے لحاظ سے اسلام اس کرہ ارض کا دوسرا بڑا دین ہے۔ لیکن اپنی وسعت تمام خطوں میں موجودگی اور اسلام قبول کرنے والوں کی روز افزوں کثرت، نیز اپنے وسائل اور سہولتوں کی وجہ سے عصر حاضر میں اسلام کو برتری حاصل ہے۔

جس رسول محتشم نے ہم پر یہ عظیم احسان کیا کہ ہمیں ضابطہ حیات اسلام عطا کیا۔ قرآن وسنت پر مبنی شریعت عطا کی۔ اپنی حیات طیبہ کو ہمارے لئے کامل نمونہ بنایا، اسلام کے ذریعے ہمیں سابقہ شریعتوں سے نجات دلائی اور ہمارے دین کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا مژدہ سنایا۔ ان سب اور دیگر بے شمار احسانات کا تقاضا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے دل وجان سے محبت کریں اور دنیا کی کسی بھی چیز حتیٰ کہ اپنی جانوں کو بھی ان کی شخصیت، نمونہ عمل اور تعلیمات پر ترجیح نہ دیں۔ اور اگر اپنی جاہ ومال، منصب ومرتبہ مال ودولت اور عزت وجان کا عصمتِ نبی، شخصیت رسول اور تعلیمات رسول سے ٹکراؤ ہو تو ناموسِ رسالت، عظمت رسول اور دین رسول کو ترجیح دیں اور ان پر اپنا تن من مال ودولت سب قربان کردیں۔

٦

حبِ رسول ﷺ کی چند قرآنی بنیادیں پیش کی گئیں۔ جب ان کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو محبت رسول کے مقابلے میں ہمیں ہر چیز کمتر اور مبہم دکھائی دیتی ہے اور محبت رسول کا ایک ایسا لازوال جذبہ بن کر ابھرتا ہے جو کبھی ماند پڑے گا نہ کبھی فنا ہو گا بلکہ ہمیشہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے گا۔ ان قرآنی بنیادوں کی روشنی میں جب آپ درج ذیل قرآنی آیت تلاوت فرمائیں تو آپ کو اس کے حقیقی اور گہرے معانی خود بخود سمجھ آجائیں گے۔

قل ان کان اباؤ کم و ابناؤ کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یأتی اللہ بامرہ۔ (۹۵)

کہہ دیجئے کہ اگر تمھارے باپ، تمھارے بیٹے، تمھارے بھائی، تمھاری بیویاں، تمھارے خاندان، تمھارا کمایا ہوا مال، تمھاری تجارت جس کے بند ہونے کا تمہیں خدشہ ہے اور تمہارے پسندیدہ مکانات، اللہ اس کے رسول اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے تمھیں زیادہ پیارے ہوں تو انتظار کرو اللہ تعالیٰ کے حکم یعنی عذاب نازل ہونے کا۔

اس آیت کریمہ کی تلاوت کا اب لطف ہی نرالا ہے کیونکہ سابقہ سطور میں ہم نے حبِ رسول کی چند قرآنی بنیادیں پیش کیں اور ان کے اسرار و رموز واضح کرنے کی کوشش کی۔ ان نکات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح محبت خونی اور مادی

ہوتی ہے اسی طرح وھبی اور کسبی بھی ہوتی ہے۔اس آیت میں جو خونی رشتے اور مادی دولتیں بیان کی گئی ہیں ان سے محبت ہونا طبعی بات ہے اور ان چیزوں سے لگاؤ اور ان کی طرف رغبت انسانی طبیعت میں ودیعت کر دی گئی ہیں۔اس لئے اسلام میں ان چیزوں کو نہ حرام قرار دیا ہے اور نہ ہی انہیں ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔بلکہ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ بقدر ضرورت وہ خونی رشتوں اور مادی وسائل سے استفادہ کرتے رہیں۔لیکن ایسا کرتے وقت وہ ان امور کو فراموش نہ کریں کہ یہ سب اشیاء زندگی گذارنے کے لئے ہیں جبکہ زندگی گزارنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ سے محبت کرے، اس کے رسول سے محبت کرے اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے تیار رہے اور یہ خونی رشتے اور مادی وسائل انسان کی راہ میں حائل نہ ہوں اور مقصد زندگی کے حصول میں پاؤں کی زنجیر نہ بنیں۔اس آیت مبارکہ میں حب اللہ، حبِ رسول اور جہاد کو سب مادی وسائل اور خونی رشتوں پر ترجیح دینے اور ان سے سب چیزوں سے زیادہ محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اگر ہم اس آیت اور دیگر اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کریں تو ان تینوں میں حبِ رسول کو بنیادی اور کلیدی درجہ حاصل ہے۔کیونکہ نبی محترم ﷺ کی ہدایات اور تعلیمات کے بغیر نہ توحید کا صحیح مفہوم سمجھا جا سکتا ہے اور نہ جہاد کے اصول حاصل ہو سکتے ہیں۔

اس لئے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حب رسول ﷺ کو حرز جان بنائیں اور ایمان کا جزو اعظم گردانیں۔حبِ رسول ﷺ وہ صافی چشمہ ہے جس سے سیراب ہو کر انسان من عرف نفسه فقد عرف ربه (۹٦) کا درجہ حاصل کر سکتا

ہے۔حبِ رسول میں ڈوب کر ہی سالک فنافی الرسول کا پل عبور کر کے فنا فی اللہ کی وادی میں قدم رکھتا ہے۔الفتِ رسول انسانوں کو بزرگوں اور بڑوں کے احترام کا خوگر بناتی ہے۔ یہ چاہتِ رسول ہی ہے جو انسان کو مال و جان کی قربانی پیش کرنے کی ہمت و حوصلہ عطا کرتی ہے۔محبتِ رسول کے ذریعے ہم ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑ سکتے ہیں۔حبِ رسول ہی ہمیں نیکی کا پاسبان اور برائی سے گریزاں کرتی ہے۔ یہ محبت رسول ہی ہے جو قیامت میں ہمیں شافعِ محشر کی معیت اور رفاقت عطا کرے گی۔

کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

المرء مع من احبه ۔(۹۷) نبی کریم کی محبت ہی ہمیں قلبی اور ذہنی اطمینان سے ہمکنار کرتی ہے۔جس کے حصول کا ذریعہ مفسر قرآن علامہ ثناءاللہ پانی پتی نے یہ بتایا ہے:

وذلک کمال الایمان. لایکتسب ذلک الامن مصاحبةارباب القلوب الصافية والنفوس الزاكيةوهذه الآية توجب الافتراض اكتساب التصوف من خدمةالمشائخ رضى الله عنهم اجمعين (۹۸)۔

یہ ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے یہ درجہ صرف صافی قلوب کی صحبت اور پاک نفوس کی خدمت سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔یہ آیت مبارکہ مسلمانوں پر لازم کرتی ہے کہ وہ اصحابِ تصوف اور مشائخ سلسلہ سے اکتساب فیض کریں۔

ہماری دعا ہے کہ

اللهم ارنا حبک و حب حبیبک ورسولک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الیک۔

اے اللہ ہمیں اپنی محبت عطا کر، ہمیں اپنے حبیب کی محبت عطا کر جس سے تو محبت کرتا ہے ہمیں اس کی محبت دے اور ہمیں ہر اس عمل سے محبت دے جو ہمیں تیرے قریب کر دے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

خاکپائے رسول

ڈاکٹر محمد طفیل

Marfat.com

حوالہ جات اور حواشی

1۔ القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ آیت نمبر185

2۔ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص204، میرٹھ مطبع ہاشمی 1278ھ

3۔ عزہ دروزہ، محمد، سیرۃ الرسول صور مقتیسۃ من القرآن الکریم، المکتبۃ التجارتہ الکبری، القاہرۃ 947/1367 ج/ ص5 اور 11

4۔ نعیمی مفتی احمد یار خان، شان حبیب الرحمٰن من آیت القرآن ص۱۳، لاہور مکتبہ اسلامیہ سن ندارد

5۔ زبیدی، محمد مرتضی الحسینی، تاج العروس (تحقیق علی ھلالی تاج الفردوس)، ج 2، ص212 (تحت مادہ حب) کویت وزارۃ الارشاد والأنباء 1966/1386

6۔ ابن الاثیر، علی بن محمد، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ج/ ص 64، طھران، المکتبہ الاسلامیہ سن ندارد

7۔ القزوینی، محمد کاظم،، فاطمۃ الزہراء، من المھد الی اللحد ص266، بیروت دارالصادق 1977

8۔ ابن منظور الافریقی لسان العرب (تحقیق علی سیری) ج ص7-12 (تحت المادہ) بیروت، دارالاحیاء التراث العربی 1968/1488

Marfat.com

9۔ سجادی ،ڈاکٹر سید جعفر، فرہنگ لغات اصطلاحات وتعبیرات عرفانی، تہران کتاب خانہ ظہوری 1991 تحت المادہ حب

10۔ تھانوی، محمد اعلی کشاف اصطلاحات الفنون ج ا ص 274-270 لاہور سہیل اکیڈمی 1993

11۔ سجادی، دکر سید جعفر، فرہنگ معارف اسلامی، ج 4 ص 150 تہران شرکت مولفان وترجمان، سن ندارد

12۔ داتا گنج بخش، علی ہجویری، کشف المجوب ص 298 طبع تہران، سن ندارد

13۔ سجادی، سید جعفر، فرہنگ معارف اسلامی، ج 4 ص 152 تہران شرکت مولفان وترجمان

14۔ قرآن حکیم سورۃ البقرۃ آیت نمبر 165

15۔ اگر یہ عبارت کشاف اصطلاحات الفنون ج/ ص 274-270 پر مسلسل تحریر نہیں ہے۔ بلکہ یہ عبارت مختلف مقامات سے ماخوذ ہے۔ نیز کشاف میں اس عبارت کا کچھ حصہ شرح المواقف فی البحث ،القدرۃ سے بھی بیان کیا گیا ہے۔

16۔ تھانوی، محمد اعلی، کشاف اصطلاحات الغنون ج / ص 273، لاہور السہیل اکیڈمی 1993ء

17۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن ج/ص 114 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور طبع پنجم 1402ھ

Marfat.com

18۔ مرادآبادی، سید محمد نعیم الدین، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن (برحاشیہ کنزالایمان) ص86 بمبی رضا اکیڈمی سن ندارد

19۔ الزبیدی، سید مرتضی حسنی، تاج العروس ج 2 ص 212 کویت وارۃ الارشاد والنباء 1966/1386

20۔ قرآن حکیم سورۃ آل عمران آیت نمبر81

21۔ بخاری، محمد ابن اسماعیل، الجامع الصحیح کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان ج 1 ص9، استانبول، المکتبۃ الاسلامیہ، سن ندارد

22۔ ولی الدین، مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان ص 12

23۔ نووی یحی من شرف، شرح صحیح مسلم ج 2 ص13، دارالفکر بیروت، بدون السنۃ

24۔ نووی، شرح صحیح مسلم ج 2 ص14، دارالفکر بیروت، بدون السنۃ

25۔ نووی، شرح صحیح مسلم ج 2 ص16، دارالفکر بیروت، بدون السنۃ

26۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح کتاب اللباس باب النعال السبتیۃ ج۷ ص48، المکتبۃ الاسلامیہ استانبول ، سن ندارد

27۔ ابن حبان الصحیح ج 9 ص 99 طبع سانگلہ ہل پاکستان، سن ندارد

28۔ بخاری محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح کتاب الایمان، والنذور باب قول النبی ﷺ واسیم اللہ، ج7 ص217 ، استانبول المکتبۃ الاسلامیہ، سن ندارد

29۔ قسطلانی احمد بن محمد (2931) المواهب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ،

مکتبہ اسلامی، بیروت 1991 /1412ھ

30۔ ابن خلدون، عبدالرحمان، مقدمہ ج 41 ص طبع مفر، المکتبہ التجارۃ 1318ھ

31۔ حمیداللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور ص۱، جامع اسلامیہ بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی2068

32۔ قرآن حکیم، سورۃ الاعراف آیت نمبر158

33۔ احمد بن حنبل، مسند تحت الراوی (تحقیق عبداللہ الدرویش) بیروت، دارلفکر ۱۴۱۰ھ

34۔ ابن کثیر ابولفداء الدمشقی ـ مختصر تفسیر ابن کثیر (اختصار محمد علی صابونی) ج 2ص57 دارالقرآن، بیروت۱۴۱۲ھ

35۔ قرآن حکیم سورۃ سبا آیت نمبر28

35۔ پانی پتی، قاضی ثناءاللہ تفسیر مظہری (تحت الآیۃ) دہلی ۱۲۵۷ھ وکوئٹہ بلوچستان بک ڈپو۱۹۸۱ھ

36۔ کرم شاہ پیر الازھری، ضیاءالقرآن ج4ص126، ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور1399ھ

37۔ قرآن حکیم، سورۃ الانبیاء آیت نمبر107

38۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (مع شرح نووری) بیروت دالرالفکر بدون السنۃ

39۔ ابن کثیر، مختصر تفسیر ابن کثیر، ج 2 ص 525

Marfat.com

(اشعار و تحقیق محمد علی صابونی) بیروت دار القرآن الکریم ۱۴۰۲ھ

40۔ قرآن حکیم، سورۃ المائدہ آیت نمبر 67

41۔ ابن کثیر، مختصر تفسیر ابن کثیر، ج 1 ص 534

(اشعار و تحقیق محمد علی صابونی) بیروت، دار القرآن الکریم، ۱۴۰۲ھ

42۔ قرآن حکیم، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 60

43۔ زمخشری، جاراشنہ، کشاف عن حقائق التنزیل (تحت الدنیہ)

کراچی سعید اینڈ کمپنی ۱۳۶۸ھ

44۔ قرآن حکیم، سورۃ الحجر آیت نمبر 95-94

45۔ قرآن حکیم سورۃ الطّور آیت نمبر 48

46۔ اسماعیل حقی، روح لسان (تحت الآیہ) بیروت دار الاحیاء التسرات العربی ۱۴۲۱ھ

47۔ قرآن حکیم، سورۃ الاحزاب آیت نمبر 56

48۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (تحت الایۃ)

ج 6 ص 27 استانبول، المکتبہ الاسلامیہ سن ندارد

49۔ ابن کثیر، مختصر تفسیر ابن کثیر، ج 3 ص 112

(تحقیق و اختصار محمد علی صابونی) بیروت دار القرآن الکریم ۱۴۰۲ھ

50۔ قرآن حکیم سورۃ الم نشرح آیت نمبر 4

51۔ ابن جریر طبری، تفسیر طبری (تحت الایۃ) ج ص

52۔ آلوسی شہاب الدین محمود، روح المعانی (تحت الآیۃ)

Marfat.com

بیروت دار احیاء التراث ۱۴۲۰ھ

53۔ قرآن حکیم سورۃ الکوثر آیت نمبر 1

54۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن (تحت الآیۃ)

ج20 ص216 مکتبہ دار الکتب المعریۃ القاہرہ ۱۹۵۰/۱۳۶۹

55۔ آلوسی شہاب الدین محمود، روح المعانی (تحت الآیۃ)

بیروت دار احیاء التروت ۱۴۲۰ھ

56۔ قرآن حکیم سورۃ ن آیت نمبر 3

57۔ قرآن حکیم سورۃ الحجرات آیت نمبر 2

58۔ قرآن حکیم سورۃ البقرۃ آیت نمبر 104

59۔ کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن ج 1 ص 83-82

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۳۹۹ھ

60۔ ابن جریر طبری، تفسیر طبری جامع السنان عن تاویل ای القرآن

(تحقیق محمود محدث کرم دار المعارف مصر بدون السنۃ (تحت الآیۃ)

ج2 ص463

61۔ قرآن حکیم سورۃ الاعراف آیت نمبر 157

62۔ قرآن حکیم، سورۃ الفتح آیت نمبر 9-8

63۔ قرطبی محمد بن احمد الانصاری الجامع لاحکام القرآن (تحت الآیۃ)

ج 16 ص 267 والھاء فھما للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

64۔ قرآن حکیم، سورۃ آل عمران آیت نمبر 103 القاہرہ
مکتبۃ دار الکتب المصریۃ ۱۳۶۰/۱۹۵۰

65۔ ابن کثیر، مختصر تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 306
(اشعار و تحقیق محمد علی صابونی) بیروت، دار القرآن الکریم ۱۴۰۲ھ

66۔ قرآن حکیم، سورۃ الاعراف آیت نمبر 157

67۔ کرم شاہ پیر الازہری ضیاء القرآن، (تحت الآیۃ)
ج 2 ص 92 لاہور ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۳۹۹ھ

68۔ قرآن حکیم، سورۃ النساء آیت نمبر 64

69۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن (تحت الآیۃ) ج 2 ص 92 قاہرہ،
مکتبۃ دار الکتب المصریۃ ۱۳۶۰/ ۱۹۵۰

70۔ قرآن حکیم، سورۃ الانفال آیت نمبر 33

71۔ ابن کثیر، مختصر تفسیر ابن کثیر، (تحت الآیۃ) ج 2 ص 102
(اشعار و تحقیق محمد علی صابونی) بیروت دار القرآن الحکیم ۱۴۰۲ھ

72۔ ابن منظور الافریقی، لسان الوب (تحقیق علی اسیری)
دار الاجاء التراث العربی ۱۴۸۸/۱۹۶۸

73۔ قرآن حکیم، سورۃ التوبہ آیت نمبر 128

74۔ لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوۃ

75۔ امام احمد بن حنبل، (متوفی ۲۴۱ھ) تحقیق عبداللہ الدرویش (تحت الروی)

Marfat.com

بیروت دارالفکر ۱۴۱۰ھ

76۔ قرآن حکیم، سورۃ الاحزاب آیت نمبر 6

77۔ بخاری محمد ابن سماعیل، الجامع الصحیح ، (تحت الایۃ) ج ص

78۔ کرم شاہ پیر الازھری ضیاء القرآن، (تحت الایۃ)

ج 4 ص 15، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۹ء

79۔ قرآن حکیم، سورۃ النجم آیت نمبر 4-3

80۔ قرآن حکیم، سورۃ الحشر آیت نمبر 7

81۔ قرآن حکیم، سورۃ النساء آیت نمبر 80

82۔ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ سورۃ الاحزاب آیت نمبر 26

83۔ قرآن حکیم، سورۃ آل عمران آیت نمبر 31

84۔ قرآن حکیم، سورۃ الاعراف آیت نمبر 157

85۔ قرآن حکیم، سورۃ التوبہ آیت نمبر 103

86۔ القرطبی الجامع لاحکام القرآن (تحت الایۃ)

ج 8 ص 249 دارالکتب المصریۃ ۱۳۸۰ھ

87۔ قرآن حکیم، سورۃ ن آیت نمبر 4

88۔ رازی فخرالدین، مفاتیح الغیب (تحت الایۃ)

بیروت دارالفکر بدون السنۃ

89۔ ابن کثیر ، مختصر تفسیر ابن کثیر (تحت الایۃ)

ج 3 ص 533 (اشعار و تحقیق محمد علی صابونی) بیرو، دار القرآن الکریم ۱۴۰۲

90- قرآن حکیم، سورۃ الاعراف آیت نمبر 199

91- امام قرطبی نے اپنی کتاب الجامع لاحکام القرآن میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں آپ نے نو چیزوں کی تعلیم کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کر دوں " (تحت الآیۃ)

ج 7 ص 345

92- قرآن حکیم، سورۃ الاحزاب آیت نمبر 21

93- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

قرآن حکیم سورۃ المائدہ آیت نمبر 3

94- قرآن حکیم سورۃ الفتح آیت نمبر 28- مزید برآں یہی مضمون سورۃ التوبہ آیت نمبر 33 اور سورۃ الصّف آیت نمبر 9 میں بھی بیان ہوا ہے۔

95- قرآن حکیم سورۃ التوبہ آیت نمبر 24

96- اس عربی عبارت کا ترجمہ ہے "جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا"۔

97- اس عربی عبارت کا مطلب ہے "کہ انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے"۔

98- پانی پتی، قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری (تحت الآیۃ) کوئٹہ، بلوچستان بک ڈپو ۱۹۸۳ء

☆☆☆

خطباتِ سیرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرآنی بنیادیں

الحاج میاں محمد سلیم رحمۃ اللہ علیہ یادگاری خطبات

از

ڈاکٹر حافظ محمد طفیل

سلسلہ خطبات دی یونیورسٹی آف فیصل آباد